اُدْعُ اِلیٰ سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ

الحمد للہ کہ رسالہ ہدایت مقالہ آیئنہ آریہ دھرم کافل اظہار معائب و نقائص ویدک مذہب مدلل بہ براہین قویہ مسمیٰ بہ

نمبر اول بار دوم

از سلسلہ کتب انجمن ہدایت الاسلام دہلی

شہاب ثاقب

من تصنیف

علامۂ فہامہ۔ بحر زخار غیبت مدار جناب مولانا مولوی ابو محمد عبد الحق الحقانی الدہلوی۔ صاحب۔ تصانیف عدیدہ مفیدہ

در مطبع حامی الاسلام دہلی طبع گردید

فہرست مضامین رسالۂ شہاب ثاقب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

چند برسوں سے ہنود کے فرقہ آریہ نے بڑی شورش برپا کر رکھی ہی اور انگریزی خواں نو
مریدوں کے حوصلے یہانتک بڑھ گئے ہیں کہ وہ اب ہندوستان سے ملکش قوموں کو
جوگئو کھاتے ہیں (وہ کون عیسائی اور مسلمان) باہر کر دینے کا ارادہ رکھتے ہیں اور اسکے
لئے تدابیر بھی عمل میں لا رہے ہیں یعنی مسلمان جاہل راجپوتوں کو اپنے مذہب میں ملانیکی
راتدن کوشش کر رہے ہیں یہ خیال کر کے کہ یہ چھتری قوم ہے اور ہندوستان کی بگڑی
کی بگڑی اسی قوم کے سر بندھی ہی اگر یہ آریہ ہو گئے تو ہماری جملہ مرادیں بر آدینگی چنانچہ اٹاوہ
کے ضلع میں چند بدنصیب جاہلوں برائے نام مسلمانوں کو آریہ کر کے اِن کا حوصلہ بڑھ گیا اور
متھرا - آگرہ - مین پوری وغیرہ اضلاع میں جو اِس قوم کی تعداد کئی لاکھ کی
ہے اور وہ مذہب اسلام سے بالکل جاہل بھی ہیں کئی برس کوشش کر کے تین لاکھ مسلمانوں
کے آریہ بنانیکا اشتہار اخباروں میں دیا اور ہندو اخباروں نے جو بظاہر صلح کل کے
مدعی ہیں اِس خبر کو بڑے فخر و مباہات سے چھاپا اور راج **بھرت پور** میں شہر ڈیگ
اس کام کے لئے مقرر کیا لیکن **انجمن ہدایت الاسلام دہلی** اِس سے غافل

نہ تھی اور نہ اس نے اپنے متعدد واعظ بھیجدیئے جن میں وہ پنڈت نو مسلم بھی تھے جو آریہ دہرم کی ملمع کاری سے نفرت کرکے مسلمان ہوگئے تھے۔ اِس لشکر اسلامی کی صرف ایک ہفتہ کی کوشش سے آریہ لشکر نے بڑی شکست کھائی اور سالہاسال کی کوشش جس میں بہت سی تھیلیوں کا منہ کھولا گیا تھا خاک میں مل گئی تیں لاکھ میں سے بصرف زر کثیر دو کو آریہ کیا اور جب اُنکی داڑہی منڈانے لگے جو آریہ شدھی کی شرط ہے تو وہ دونوں بھی بگڑ گئے اور پھر مسلمانوں میں آملے۔ بھرتپور کے آریہ حکام کی کوشش جو ان کے فرض منصبی کے خلاف تھی اور مختلف مقامات پر آریہ کا ہجوم اور ان کی وہ منوں کپور مین پوپین اور ان کے خیموں کا جاہ وحشم اور انکی گاڑیوں بگھیوں سانڈنیوں کی زرق برق جو دیہات سے آریہ ہونیوالوں کے لانے کے لئے مقرر کی گیئں تھیں سب خاک میں ملگئی اور اپنا سا مونہہ لیکر بے نیلِ مرام میدان چھوڑ بھاگے۔ ڈیگ کے یورپین پولس افسر کی کوشش اور حُسن انتظام قابل داد ہے ورنہ اس قوم کے ہاتھ سے جن کو آریہ بنانے آئے تھے جانے ان مہاتماؤں کی کیا گت بنتی۔

اسلئے مجھے ضرور ہوا کہ پہلے آریہ دہرم اور اسکے بانی کی ایک مختصر سی سرگذشت بیان کروں اور پھر اس دہرم کے اندرونہ اصول و فروع کو ہدیہ ناظرین کردوں تاکہ اس دہرم کی لن ترانیاں بخوبی معلوم ہوجائیں

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا + جو چیرا تو اک قطرۂ خون نہ نکلا

آریہ دہرم اور اس کے بانی کی تاریخ

تخمیناً ۳۰ برس کا عرصہ گذرا کہ کاٹھیا واڑ کا رہنے والا دیانند سرستی متھرا میں ایک پنڈت سے تعلیم پانے آیا استاد کے آزادانہ خیالات نے جو مصلحت وقت سے اس نے مخفی کر رکھے تھے اُس ہونہار شاگرد کے دل پر بھی پورا اثر کیا استاد شاگرد نے زمانہ کی

رفتار کا احساس کر کے ایک نیا دہرم قایم کرنے کی تجویز کی جو برائے نام تو وید ول شاستروں
کا پابند کہلائے اور در اصل بانی برہمو دہرم کی طرح جسکا بانی کلکتہ کا ایک بنگالی روشن خیال
رام موہن تھا بالکل آزاد ہو اور اسی میں ہندو دہرم کے جملہ خرافات سے انکار بذریعہ ماویلات
ہو جن سے نفرت کر کے سینکڑوں خدا ترس اس دہرم کو چھوڑ کر مسلمان ہوتے جاتے ہیں آجکل
ہندوستان میں ایسے مسلمانوں کی تعداد جن کے آبا و اجداد کا یہی ملک اور یہی دہرم تھا کروڑوں
تک ہے (اس بات کو آریہ پنڈت وا مسلمان بادشاہوں کی تلوار کا اثر بتاتے ہیں جسکا مورخین کے
نزدیک کچھ بھی ثبوت نہیں اور یہ بات اس آیت کے بھی خلاف ہے کہ لا اکراہ فی الدین قد
تبین الرشد من الغی کہ دین میں کوئی زبردستی نہیں گمراہی اور ہدایت خود بخود متمیز ہو چکی
ہے۔ ان اسلامی بادشاہوں سے جو ترقی دین کے خواہشمند ہوں اس آیت کا خلاف بعید
از قیاس ہے)

اور اب اس روشنی کے زمانہ میں جو گورنمنٹ کی طرف سے ہر ہر گاؤں اور قصبہ میں
بھی درسگاہیں قایم ہو گئیں اور تعلیم یافتہ بالکل یورپین خیالات کے پابند ہوتے جاتے ہیں
یہ قدیم دہرم قایم رہ نہیں سکتا اسلئے جدید دہرم ان سب لغویات سے پاک ہونا چاہئے
اور کچھ الٰہیات و طبیعیات کے ایسے مسائل بھی اسمیں ہوں جو تعلیم یافتہ قوم کی دلچسپی کا باعث
ہو برہمنوں کے قیود سے آزادی ہو اسلئے دیانندجی نے جدید دہرم کا بنیادی پتھر رکھا اور مردہ
مذہب میں نئی روح پھونکنے کا قصد کیا اور جا بجا ان آزادانہ خیالات کو پھیلاتے پھرے۔ ان
ملکوں میں پنڈت بکثرت تھے ان کے سامنے تو دیانندجی کو فروغ نہ ہوا لاچار اس نے پنجاب
کی طرف رخ کیا۔ پنجاب میں مادہ قابلیت بہت کچھ ہے جسکو کوئی نیا مذہب چلانا ہو تو پنجاب چلا
جائے۔ خواہ وہ کیسا ہی بدیہی البطلان مذہب ہو پھر بھی سینکڑوں ہزاروں اسکے پیرو پیدا
ہو ہی جاتے ہیں۔ لاہور۔ امرتسر کے انگریزی خوان ہندوؤں کو ایک نعمت غیر مترقبہ ہاتھ آگئی
اکثر انگریزی دان ماسٹر طلباء وکلاء عہدیداران گورنمنٹ مریدہ ہو گئے اور اس باثر جماعت

کو دیکھکر اور لوگوں کو بھی رغبت ہوئی جو برہمنوں کی بیجا قیود ات سے تنگ آگئے تھے۔

ویدک دہرم اور برہمنی دہرم میں بڑا فرق ہے۔ موخر الذکر شنکر اچاریہ کی ایجاد ہی جس نے بودہ مت کے جملہ اصول پر پانی پھیر دیا اور ویدوں شاستروں میں بہت کچھ تحریف لفظی اور معنوی کی اور برہمنوں کا ایک خاص اعزاز قایم کیا اسی پر سناتن دہرم کی بنیاد ہے مگر عجب ہی کہ آریہ اس نکمے اور بے ڈول مکان کو گرانے کی فکر میں تو ہیں مگر شنکر اچاریہ کے اصول کی پابندی انکی ہر شان سے ہویدا ہی یہ نئی شدہی کا طریقہ جو بعض آریوں نے ایجاد کیا ہے وہ بھی برہمنی دہرم کی تعداد میں اضافہ کرنیکی غرض سے ہوا ہی ورنہ ویدک دہرم میں ایسی لغو شدہی کا ذکر تک بھی نہیں۔

دیانند جی نے

اول پورانوں کو دہرم سے خارج کیا کیونکہ جملہ خرافات کا یہی سر چشمہ ہیں پھر ویدونمیں سے بھی ان کے صرف اول حصہ سنگتاؤں کو تسلیم کیا اور ان کے دوسرے حصہ براہمنا کو جو حصہ اول کے متعلق قصص و حکایات یا دستورات وغیرہ کا مجموعہ ہے اور اسمیں بھی بعید از قیاس باتیں ہیں کتب مسلمہ کی فہرست سے خارج کر دیا اور لطف یہ ہے کہ دیانند جی اپنی تصنیفات میں اکثر شت پت براہمنا کے حوالہ دیتے ہیں جو رگوید کا براہمنا ہے بیاس اُپنشدوں میں سے صرف دس ہی کو مسلم مانا۔ یہہ تصوف کے رسائل ہیں۔ ہندوستان میں جبکہ ویاس جی زرتشت سے تعلیم پاکر آئے اور خیالات میں بھی روشنی کی جھلک پیدا ہو چلی تھی یہہ اسوقت کے پنڈتوں نے تصنیف کیئے ہیں اور ان چند کو بھی اس ضرورت سے تسلیم کیا کہ ان کے ایجاد کردہ دہرم میں کچھ تصوف کی بھی جھلک دکھائی دے ورنہ روکھا پھیکا دہرم رہجاتا۔ باقی کتابونکی نسبت بکچھ ایسے بھی فرمادئے ہیں کہ مطلب کے وقت مخالف کے سامنے تو ان سے سند پیش کر دی جائے اور جب مخالف ان سے کوئی اعتراض پیش کرے تو انہیں رد کر دیا جائے۔ منو سمرتی شت پتھ

جوگ بشسٹ ۔ بھاگوت ۔ گیتا وغیرہ

دیانندجی نے اسپر بھی دیکھا کہ اِن مسلم کتابوں میں بہت کچھ خرافات و مخلوق پرستی باقی رہگئی ہے تو تاویلات سے کام لیا ۔ رگوید یجروید کی شرحیں اسی مراد سے لکھیں اور مطالب کو بالکل اولٹ دیا ۔

ویدوں کی قدیم جماعت اور ان کے ہزاروں نام آور بڑے بڑے پنڈت اور ویدوں کے پرانے ٹیکا[1] دیانندی تاویلات کے سراسر خلاف ہیں جب دیانندجی کے ترجموں کو سینا اچاریہ مہی دہر وغیرہ کی شرحوں سے ملاکر دیکھا جاتا ہے تو دونوں دو کتابوں کے جداگانہ ترجمہ معلوم ہوتے ہیں جن میں کچھ بھی مناسبت معلوم نہیں ہوتی ۔

اب یا تو ویدوں کے ہی ایسے مہمل جملہ ہیں کہ جن کے جس طرح چاہو معنی کرلو یا یہ کہا جائے کہ آجتک ہندوستان کے بڑے بڑے پنڈت جن میں دیانندجی کے گروں کے بھی مہا گرو تھے سب ویدوں کے مطالب و معانی سے جاہل مطلق رہے اور وہ زبان سنسکرت اور اوسکی صرف و نحو دیاکرن و لغات سے بھی جاہل محض تھے اور ان کے ساتھ یورپ کے فاضل جنہوں نے ویدوں کی شرحیں لکھیں اور سنسکرت کے بڑے ماہر تسلیم کئے گئے ہیں وہ بھی جاہل تھے اور انکے ساتھ اکبر بادشاہ کے عہد میں جو فیضی وغیرہ فاضلوں نے بڑی بڑی پنڈتوں کی اعانت سے ترجمے کئے اور بعد میں بنارس

[1] ٹیکا شرح ویدوں کی ایک شرح کئی سو برس ہوئی دکنی پنڈت سینا اچاریہ نے لکھی تھی جو سنادن کہلاتی ہیں بہت معتبر تفسیر ویدی ہے اسی طرح مہی دہر کی شرح بھی مسلم شرح ہے اسکا ترجمہ فارسی میں بزمانۂ اکبر بادشاہ کیا گیا اور راون کی بھی مشہور شرح ہے ۔

یورپ بالخصوص جرمنیوں نے ایشیائی زبانیں سیکھنے میں بڑا ملکہ پیدا کیا اول ویدوں کو اونہوں ہی نے چھاپا اور شرحیں اور ترجمے بھی کئے جنمیں سے میکس مولر صاحب وغیرہ لوگ ہیں دیانندجی کے نزدیک یہ سب غلط ہیں نہ ان شارحوں کو سنسکرت زبان آتی تھی نہ وہ اوسکے صرف و نحو دیاکرن سے واقف تھے واقف اور ماہر بھی تو صرف

کے پنڈتوں کی شرکت سے داراشکوہ نے ترجمے کئے وہ بھی سب جاہل تھے اور صرف ہزاروں برسوں کے بعد دیانندجی کو ویدوں کے سچے معانی الہام ہوئے مگر ایسا خیال کرنا خلاف قیاس اور خلاف عقل ہے خصوصاً جبکہ دیانندجی کے اغلاط پر ماہر پنڈتوں نے مبسوط کتابیں لکھکر ان کے اغلاط فاحشہ کو طشت ازبام کردیا اور جواب دینے والے کے لئے ہزاروں روپیہ کا انعام بھی مقرر کیا مگر ابتک کسی نے جواب نہیں دیا۔ ان میں ہی ایک کتاب پنڈت جگدنبا پرشاد الہ آبادی کی دو جلدیں میرے پاس بھی موجود ہے جسکا نام آریہ کا پول ہے۔ اسیطرح آریہ پنڈتوں کو قدیم دہرم کے پنڈتوں نے اون اغلاط پر بحث کرنے کے لئے بھی بارہا بلایا اور اب بھی مناظرہ کے لئے تیار ہیں۔

غالباً آریہ جماعت میں انگریزی داں روشن خیال لوگ ہیں انکو اپنے مذہب میں رنج اور اسکی حمایت کرنے کے لئے وسیقدر بس ہے جو انکو دیانندجی دے گئے ہیں شاید وہ آنکھ بند کرکے اسی کو آسمانی اور الہامی مانتے ہیں ان کے دلمیں اسبات کا خطرہ بھی نہیں گذرتا کہ پنڈت دیانندجی سے غلطی بھی ہوئی ہے لیکن طالب حق کی شان سے یہ بہت بعید ہے۔

ف چنانچہ دہرم پال آریہ اپنے پرچہ اندر مطبوعہ اپریل ۱۹۱۱ء صفحہ ۳۲۱ میں لکھتے ہیں قولہ رشی دیانند کی تصانیف میں اصلاح کی ضرورت۔ رشی دیانند نے سب سے پہلے ستیارتھ پرکاش بنارس میں طبع کیا تہا وہ اسقدر نقائص سے پر تھا کہ اسکو بالکل ہی رد کرنا پڑا۔ پہر بہت سی ترمیم وتنسیخ کے بعد جو نسخہ شائع کیا ہی وہ مستند مانا جاتا ہی لیکن اس میں بھی بہت سی عبارتیں اور الفاظ سخت اصلاح طلب ہیں انکی دیگر کتابوں کا بھی یہی حال ہی مثلاً جو بیت تک آریہ دہونی چہاپی جا رہی ہے۔ اسمیں رگوید کے ایک منتر میں پرماتما سے دعا کی گئی ہے کہ ہے پرمیشور مانہ پربہ بھوجنائی پرموشی کہ اے پرماتما ہماری پیارے بہ جتنوں (کہانوں) کو مت چراؤ یہ ترجمہ بالکل غلط ہی اول تو پرماتما ہر ذرہ میں موجود ہی چوری وہی کرسکتا ہی جو اس سے وقت سے الگ ہوا اور وہ سرد ہوتا ہی دوسرے چوری کا شبہہ کرنا پرماتما پر سخت ناسمجھی کی بات ہی۔ اسی طرح اسی پستک میں رگوید کے دوسرے منتر میں پرماتما سے عرض کیگئی ہی ما۔ نو۔ گوشو۔ ما نو۔ اشوشو۔ ریرسی۔ رشس کہ اے پرماتما ہم سے رد ہوکر ہمارے گو گھوڑے وغیرہ کو مت مار اسی طرح اسی پستک میں ہی کہ مینو۔ رسی۔ منیم۔ مئی۔ دہی۔ منیو کا ترجمہ کرودہ

پنڈت دیانندجی نے ایک مبسوط کتاب بھی تحریر فرمائی ہے جسکا نام ستیارتھ پرکاش ہے یہ کتاب اب اُردو میں بھی ترجمہ ہوگئی ہی اور کئی بار طبع بھی ہوی۔ ہر طبع اخیر میں دیانند جی کی غلطیونکی اصلاح بھی ہوتی رہتی ہے۔

یہ کتاب آریہ دہرم کا علم کلام ہے جسمیں بیشتر حصہ تو ہندو دہرم کی ترمیم کے متعلق ہے اور کچھ مسائل الٰھیات پر بھی بحث ہے اور قدرے دیگر مذاہب پر اعتراض جو سنی سنائی باتوں پر مبنی ہیں۔ پنڈت جی عربی۔ فارسی۔ انگریزی وغیرہ جملہ علوم سے ناآشنا محض تھے ان کا بڑا سرمایہ ہندو دہرم کی پُرانی (پوتھیاں) کتابیں ہیں ایسے شخص کی وسعت معلومات اور مذاہب دیگر کی واقفیت کی بابت واقفکار خیال کرسکتے ہیں کہ کہانتک ہوسکتی ہے۔

دیانندجی اور ان کے چیلوں نے اور بھی رسائل لکھے ہیں۔ آدے بھومکا بھاشیہ دیباچہ وید۔ پنڈت جی کو یہ تو یقین ہوگیا تھا کہ میرے انگریزی داں مرید میں جو کچھ کہدوں گا بیدہڑک اسپر ایمان لے آئینگے کیونکہ ویدوں اور سنسکرت زبان سے تو یہ ناآشنا ہیں اور جو قدرے واقف بھی ہیں تو وہ میری تاویلات کے بھروسہ پر کسیکی بھی نہیں مانیں گے اس لئے رشی جی نے ویدونکی بابت ایسے ایسے غلط اور خلاف قیاس مبالغہ کردئے ہیں کہ جسکے سبب انکے مرید ویدوں کو جملہ علوم و معارف بلکہ جملہ صنائع و بدائع جدیدہ کا بھی سرچشمہ خیال کرتے ہیں اور لوگوں کے سامنے بیدہڑک کہہ بیٹھتے ہیں کہ اہل یورپ نے ریلگاڑی۔ انجن تار برقی وغیرہ سب چیزیں ویدوں سے نکالی ہیں مگر افسوس کہ قدیم ہندو بلکہ خود دیانندجی بھی ایک گھڑی کے پرزے بھی ملا نہ سکتے تھے اور اون فنون کے موجد ویدوں کے نام سے بھی واقف نہ تھے نہ ہندوستان میں ایسے آثار قدیمہ پائے جاتے ہیں کہ جو اس عہد کے علوم و فنون پر دلالت کرتے ہوں جیسا کہ مصر وغیرہ ملکوں میں پائے جاتے ہیں اور یہ بھی دعوی کردیا کہ تمام ملکوں پر آریہ قوم کی حکومت تھی اگر تمام ملکوں سے ہندوستان کے مختلف اقطاع مراد ہیں کیونکہ اودہ۔ بہار۔ پنجاب۔ بنگال۔ دکن۔ کاٹھیاواڑ کو ہندی

محاورے میں مختلف ملک کہتے ہیں) تو ممکن ہی ورنہ ایشیا - افریقہ - یوروپ
امریکہ کے ملکوں کی تو شاید ان کو خبر بھی نہ تھی وہ سادہ لوح گھڑے کے مینڈک کی طرح تمام دنیا
کو گھڑے ہی میں محصور سمجھتے آئے ہیں - ممالک بعیدہ میں جو کہیں سے کوئی پتھر وغیرہ
برآمد ہو جاتا ہے اور اوس پر وہاں کے خط ہیں اوسکی تاریخ ہوتی ہے اور اسکا پڑھنا دقت
طلب ہو تو آریہ فلاسفر اسکو بھی پرانی سنسکرت اور آریہ راج کی یادگار تصور کر کے بڑی
ڈینگیں مارا کرتے ہیں بلکہ ہندی النسلوں نے ایکدن کے لئے بھی ہندوستان سے باہر نکلکر
کسی گاؤں پر بھی حکومت نہیں کی برخلاف اسکے کہ غیر ممالک کے بادشاہ اسپر حکمرانی کرتے
آئے ہیں - کیانی بادشاہوں میں سے داریوس اول کا ہندوستان ایک صوبہ رہا ہے
پھر سکندر نے اسپر چڑہائی کر کے اسکے بڑے حصہ کو فتح کیا پھر مسلمانوں نے چڑہائی کر کے
سیکڑوں برسوں تک تمام ہندوستان پر حکومت کی اب انگریز اسکے چار دانگ کے مالک و متصرف
ہیں - شاید آریہ بہاشی کہدیں کہ یہ سب جھوٹھ ہے - یہ شاندار عمارتیں جن پر ہندوستان
فخر کر سکتا ہی مسلمانوں ہی کی بنائی ہوئی ہیں - ہندؤوں کے عہد کا تو دریا در کنار ایک
چھوٹی ندی کا بھی پل نہیں نہ کوئی نہر انکے عہد کی ہے حالانکہ ہندوؤں کا اخیر راجہ پرتھی راج
پانسو ہجری تک تھا اسکو ہزار برس کا زمانہ بھی نہیں گذرا ہے -

دیانندی جی نے ایک اور ڈینگ ہانکی ہی کہ وید قدیم (اناوی ہیں) یعنی ان کے وجود
کی ابتدا نہیں جیسا کہ جیو (ارواح) پرمانو (مادہ) کی ابتدا نہیں یعنی ایشر (خدا تعالے) کی طرح یہ
بھی ازلی ہیں مگر میں پنڈت جی کے فلسفہ کی داد دیتا ہوں کیونکہ وہ خود ویدوں کا الہام[1] اگنی

[1] لطف یہ ہی کہ جب ان چار اشخاص کی بابت سوال کیا جاتا ہے کہ کہاں تھے کب ہوئے وغیرہ
تو کہدیتے ہیں کہ یہ چار شخص خاص نہیں بلکہ یہ القاب ہیں اسلئے سیکڑوں اگنی ہزاروں وایو گذر گئے
یعنی ان ویدونکی ملہم کا بہی حال معلوم نہیں کہ یہ رگوید کس اگنی کی تصنیف ہی ۱۲

(آگ) وایو (ہوا) آدت (انگرا) چار آدمیوں سے مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ چاروں پر الہام ہوئے تھے - پھر جب یہ چار آدمی ان کے مصنف یا مُلہم ہیں تو ویدونکی ابتداء انہیں چار پرشوں سے ماننی پڑیگی اور وہ انکی علت ٹھہرینگے وید معلول اور یہ مسلم ہے کہ علت سے معلول کا وجود موخر ہوتا ہے - پھر جب تقدم و تاخر ثابت ہوا تو قِدم کہاں رہا پھر قدیم کہنا اور یہ کہ ان کے وجود کی ابتدا نہیں صریح تعارض ہے -

اسکے علاوہ خود ویدوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ویدونکی تصانیف سے پہلے ہی گو تھے چھتری - برہمن راجا پرجا رتھہ - بیل موسل - اوکھلی سب کچھ ہو چکا تھا اوسپر قدیم کہنا عجیب ہے - اب ہم ویدوں کے انہیں ترجموں کا حوالہ دیتے ہیں جو آریہ نے کئے ہیں - یجر وید کے ساتویں ادہیا کا بارہواں منتر ملاحظہ ہو جسمیں جوگی فقیر کی مدح میں ارشاد ہوتا ہی کہ

تو سب پُرانے بزرگوں زمانہ گذشتہ کے فقیروں اور زمانہ حال کے جوگیوں کی مانند تیعق ہے - اسکے علاوہ اور بہت سے منتر اس بات کی شہادت دے رہے ہیں متعدد جگہہ پہلا زمانہ یہ پہلے زمانہ کے پنڈت موجود ہیں - اسپر بھی وید انادی ہیں - العجب کل العجب پنڈت دیانندجی ایسے تو جاہل نہ تھے کہ جو ایسا غلط دعوی کر بیٹھتے جو ویدوں کے بھی مخالف ہی غالباً انادی سے مراد انکی یہ ہوگی کہ بہت پرانے زمانہ کی کتابیں ہیں ایسا ہو سکتا ہی مگر اس کہنگی سے کتاب کی عمدگی ہی ثابت نہیں ہوتی چہ جائیکہ الہامی ہونا - البتہ میوزیم میں رکھنے کے قابل ہو سکتی ہے -

دیانندجی نے مسلمانوں سے سنکر وید کی نسبت الہامی ہونیکا بھی دعوی کر دیا کہ ایشر کی طرف سے مذکورۂ بالا اشخاص پر وید شروع زمانہ میں الہام ہوئے -

پھر الہام کی تعریف جو کرنے بیٹھے تو الہام فطری کی تعریف کر گئے جس سے کوئی بچہ بوڑھا درند پرند بھی محروم نہیں کسلئے کہ مبدء فیاض جبکہ ملہم سنسکار سے واقف نہیں ہوتا نیکی بدی کی پہچان کا تخم اسکے دل میں ڈالتا ہی بچہ کو ماں کے پستان چوسنا سکھاتا ہی پرندونکو

گھونسلا بنانا سکھاتا ہے - اس معنی سے جسکے دلمیں جو مضمون آتا ہے وہ الہامی ہی ہوتا ہے شاعر تلمیذ الرحمن کہلاتا ہی اور یہ الہام تعلیم تعلم کے سلسلہ سے بھی پاک ہوتا ہے نہ اسمیں تجربہ و مشاہدہ کا دخل ہوتا ہے - اسمیں مختصراً مطلب القا ہوتا ہی اگر وید اس معنی سے الہام شدہ ہیں تو ہمکو بھی انکار نہیں مگر یہ الہام آریوں ہی کو مبارک رہے - الہام انبیاء جسکی حقیقت سے ناآشنا ہیں مسلمانوں کے پاس ہی - اب دیکھنا یہ ہے کہ دیانندجی کو اس شہادت کا استحقاق بھی ہے یا نہیں ؟ مگر عقلا کے نزدیک جبتک کہ وید اور ملہمانِ وید خود الہامی ہونے کا دعوی نہ کریں کسی طرفدار کا شہادت پیش کرنا ایسا ہی ہے کہ مدعی تو کچھ بھی دعوی نہیں کرتا اور عدالت میں گواہ جاکر شہادت پیش کرنے لگیں پھر ایسے گواہوں کو عدالت دھکے دیکر نہ نکالدے تو اور کیا سلوک کرے اسی لئے ایسے موقع پر فارسی تمثیل صادق آتی ہے مدعی سست گواہ چست -

دیانندجی اور اون کے چیلے مہربانی فرماکر ہمکو چاروں ویدوں میں سے کوئی ایسا منتر دکھادیں کہ جس میں ایشر کی طرف سے اس کلام کے الہامی ہونیکا دعوی ہو یا کم ازکم اگنی وایو - آدت - انگرا - یہ فرماتے ہوں کہ مجھ اگنی پر ایشور کا یہ کلام الہام ہوا اور میں الہام الہی کی راہ سے کہتا ہوں پھر جب یہ بھی نہیں تو الہامی ہونیکا دعوی تو درکنار اشخاص مذکورہ بالا کی طرف انکا نسبت کرنا بھی محض ایک رائے یا دیانندجی کا خیال ہی جسکی کوئی معتبر پرانے زمانہ کا بشارت بھی شہادت نہیں دیتا اور جس دلیل کو وہ اس خیال کی تائید میں پیش کیا کرتے ہیں دیانندجی اور ان کے چیلوں کی غلط فہمی ہے کسی مناظرہ میں اتفاق ہوا تو ہم جرح کرکے اس غلط فہمی کا اظہار کردینگے -

اسی طرح دیانندجی کے اور دعاوی سے بھی وید ساکت ہیں نہ ان میں انادی ہونیکا دعوی ہے نہ جملہ علوم و فنون کے سرچشمہ ہونے کا دعوی ہے برخلاف اسکے قرآن نے جابجا دعوی کیا ہے کہ یہ کتاب خداوند عالم کی طرف سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر لوگونکی ہدایت کے لئے

نازل ہوئی ہی تنزیل الکتب من اللہ العزیز الحکیم - ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ وکفی باللہ شہیدا ٥ محمد رسول اللہ ٥ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود

اور نیز یہ بھی فرمادیا کہ قران مجید جملہ علوم دینیہ کا سرچشمہ ہی اس بات کو علماے مجتہدین ومتکلمین ومفسرین نے بزیر تفسیر آیات دکھا بھی دیا ہے اور جداگانہ بھی مبسوط کتابین لکھی ہیں فرماتا ہے تفصیلا لکل شیء وھدی ورحمۃ لقوم یؤمنون -

اب ویدون کے الہامی ہونیکی بابت اگر کوئی شہادت پیش کیجاسکتی ہے تو یا نقلی شہادت ہوگی کہ انبیا گذشتہ نے اسکی پیش خبری کی ہو سو اسکا نام ونشان بھی نہیں اور نہ شیشک درشن وغیرہ کتابوں سے جو بذریعہ تاویلات رکیک شہادت پیش کیجایا کرتی ہی سو محض سادگی ہے اول تو چاروں وید کا نام لیکر شہادت نہیں اور صرف لفظ وید سے مطلب برارئی ہو نہیں سکتی ہر فن کی کتاب کو لفظ وید سے تعبیر کرنا ہنود کا قدیم محاورہ ہے گندہرو وید وغیرہ دویم یہ لوگ جب ویانندجی کے نزدیک مسلم نہیں نہ ان کی یہ کتابیں الہامی مانی گئی ہیں تو انکے

ط ۱ یہ کتاب اللہ زبردست حکمت والے کی طرف سے نازل کی گئی ہی ۱۲ منہ

ط ۲ اللہ وہ ہی کہ جس نے ہدایت اور دین حق دیکر اپنے رسول کو بھیجا کہ سب دینوں پر اسکو غالب کرے اور اللہ کی شہادت بس ہی (وہ کون ہیں) محمد جو اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ وہ پاکباز لوگ ہیں جو منکروں پر سخت اور آپسمیں بڑے مہربان ہیں جو رکوع وسجدہ بھی کرتے نظر آتے ہیں (جس سے انکا مقصد دنیا اور اسکے فانی لذات نہیں) بلکہ اللہ کا فضل اور اسکی رضا مقصود ہے ان کے چہروں پر بکثرت سجدہ کرنے سے انوار نمایاں ہیں ۱۲ منہ ط ۳ قران میں ہر شے کی (احکام دینیہ کی) تفصیل ہی اور وہ ایمانداروں کی ہدایت ورحمت ہی ۱۲ منہ مذکورہ بالا مضمون کے لئے سورہ سجدہ کی یہ آیت بھی ہے الم ٥ تنزیل الکتب لا ریب فیہ من رب العلمین ٥ ام یقولون افترٰہ بل ھو الحق من ربک ٥ کہ یہ کتاب رب العالمین کی طرف سے نازل کی گئی ہے جس میں کوئی بھی شبہ نہیں کیا منکر کہتے ہیں کہ اسکو محمد نے از خود بنالیا ہے (ہرگز نہیں) بلکہ یہ آپکے رب کی طرف سے برحق ہی ۱۲ منہ

سنت الہامی یا پیغمبر مانے گئے ہیں تو مخالف کے روبرو موجودہ زمانہ کے پنڈت کی
شہادت سے زیادہ اور کوئی وزن نہیں رکھتی اگر ان پوتوں کے اقوال مستند ہوں گے تو
سناتن دھرم کے لوگوں کے نزدیک نہ اہل اسلام و اہل کتاب وغیرہ مخاطبین کے لئے پھر انکے
سامنے ان کے اقوال پیش کرنا آریہ مہاتماؤں کا وہی ہندی بھولاپن نہیں تو کیا ہے۔
یا ویدوں کی ذاتی خوبی اور مذہبی ضرورتوں کے سرانجام کے لئے کافی ہونا شہادت ہو سکتی ہے
یہ بھی نہیں کس لئے کہ آگے چلکر ویدوں پر جو بحث کیجائے گی تو معلوم ہوگا کہ ویدوں میں نہ لفظی
فصاحت و بلاغت ہے بلکہ انکی نظم نا ترتیب یافتہ زمانہ کے مطابق ایسی بھدہنگی ہے کہ
ہر ایک پنڈت سے اس نظم کا موزوں کر کے پڑھنا بھی آسان نہیں اسلئے دیانند جی نے
صاف انکار کر دیا کہ وید چھند یعنی نظم نہیں۔ شاید اس انکار میں کوئی اور بھی مصلحت مضمر ہو۔ نہ
الہامی ضرورتوں کا سرانجام ہے کس لئے کہ نہ ویدوں میں حلال و حرام اشیاء کا ذکر ہے نہ طہارت
و نجاست کے مسائل ہیں نہ معاملات و عبادات کے مسائل ہیں نہ مرنیکے بعد روح کی سعادت
و شقاوت کا نقشہ ہی نہ آریہ کے نیم ثابت ہیں۔ صرف ہے کیا تینتس کروڑ دیوتاؤں کی بیجا
مدح یا یگ اور ہون برخلاف قرآن مجید کے کہ اول تو اوسکی عبارت فصاحت و بلاغت
میں اعجاز کا مرتبہ رکھتی ہے جسلئے اسکا حفظ کرنا آسان ہو گیا۔ قرآن اس خوبی میں ایسا متفرد
ہے کہ جسکا ابتدائے آفرینش سے ابتک نظیر ہی نہیں اول سے ابتک مسلمانوں کے ہر ہر قریہ
اور شہر میں مرد عورت لڑکے جوان بوڑھے سینکڑوں حافظ ہیں کسی کتاب مذہبی کا اس طرح سے
ایک بھی حافظ سننے میں بھی نہیں آیا دیکھنا تو کجا اور تمام عرب العرباء بالخصوص ابتک شام
کے عرب شعراء جنکو فصاحت و بلاغت عربی کا بڑا دعویٰ ہے کوئی اسکا مقابلہ نہ کر سکا نہ کوئی
غلطی بتا سکا بجز سر تسلیم خم کرنے کے چارہ نہیں ہوا۔ اب کسی ہندی یا عجمی نژاد کا اپنی کم علمی سے
اعتراضات پیش کرنا اور آریوں کا اسپر اترانا عقلاء کے نزدیک قابل مضحکہ نہیں تو اور کیا ہے۔
پھر مطالب کی خوبیوں نے دنیا کے سر بھی جھکا دئیے جسکا مختصراً بیان آتا ہے اور قیامت تک

الہامی ضرورتوں کو پورا کردیا۔ دیانند جی نے اپنے نوایجاد دھرم میں فلسفہ کی چاشنی دینے کے لئے بہت سے ایسے غلط مسائل بھی ستیارتھ پرکاش میں بیان فرمائے ہیں کہ جن پر حال کا فیزک اور فلسفہ بے اختیار ہنستا ہے ازانجملہ یہ کہ ہون کرنے سے کرہ ہوائی صاف ہوتا اور گھی کے جلنے سے عمدہ انجرات پیدا ہوکر عمدہ ابر پیدا ہوتا ہے اور عمدہ پانی برستا ہے اور عمدہ نباتات و حیوانات پیدا ہوتے ہیں۔ الغرض دو تین آنہ کا گھی پھونکنا اور دو چار پیسے کی لکڑیاں برباد کرنا پنڈت جی کے نزدیک جملہ خوبیوں کا مبدء ہے اور عبادت بھی عمدہ اور پرانے آریوں کے دھرم کا نمونہ ہے۔

مگر پنڈت جی کو یہ معلوم نہیں ہوا کہ اس سے ہوا خراب ہوجاتی ہے اور اوس سے نزلہ اور بخار پھیلتا ہے اور اسلئے طاعون یا وبائی امراض نسبتاً ہندوؤں میں انکی کثافت و غلاظت کے سبب زیادہ پائے جاتے ہیں۔

اسپر ایک ظریف نے عجیب بیہودہ ظرافت کا نمونہ دکھایا ہے (کہ ہندو لوگ جو ساگ پات کھاتے ہیں اور مسور سڑاتے ہیں تو ان سے بڑے انجرات جمع ہوکر برا ابر پیدا ہوتا اور اوپر سے نرک برستا ہے۔ واہ پنڈت جی آپکی فلاسفی۔ آریہ کہتے ہیں یورپ میں بہت لوگ دیانند جی مت کے پیرو ہوگئے اول تو صریح جھوٹھ محض شیخی اور اگر ہوگئے ہیں تو غالباً انہیں ہندی فلاسفی پر گرویدہ ہوکر فریفتہ ہوگئے ہوں گے۔

یہ ہے آریہ دھرم کی بڑی عبادت ایک اور بھی ہے جسکو سندھیا کہتے ہیں شام کو کسی کونے میں شہر سے باہر چار زانو بیٹھکر چلو بھر پانی لیکر کبھی چوٹیا کو پکڑکر ناک میں دینا اور کبھی ناف میں اور یہ کہتے جانا کہ میری ناک میری ناک۔ میری ناف۔ میری ناف۔ مگر سنسکرت الفاظ میں ہاں مہاراج خود آپکی نہ کسی ہمسایہ کی۔ دسکو کون لئے جاتا ہے جو میری میری فرماتے ہیں۔ ۳۳ کروڑ دیوتاؤں کو مدغم کرکے دیانند جی نے ۳۳ پر انحصار کردیا بڑا جھگڑا طے کیا اور یہ مہا بشن مہیش کی موت پوجنے اور دیگر کریا کرم سے بھی آزادی بخشی مگر نہ معلوم یہ چوٹی اور لنگوٹی اور یہ چھوت کس

منتر سے ثابت کی ہے۔ غالباً ہندوؤں کے ڈر سے کہ ایسا نہو کہ وہ مسلمانوں وغیرہ اقوام کے ساتھ کھانے پینے سے ہندوؤں کی ذات سے باہر کردیں۔ آر اجی ہے از انجملہ یہہ کہ جیو، ارواح - مادہ ازلی اور ابدی ہیں - ایشر سے وہ اسپات میں کچھ بھی کم نہیں نہ ایشر نے انکو پیدا کیا نہ فنا کرسکتا ہے اور عالم میں انسان کو رنج و راحت جو کچھ پیش آتا ہی وہ اسکے اگلے جنم کے کرموں کا لازمی نتیجہ ہے جس میں ایشر کو کچھ بھی اختیار نہیں کوئی بیمار یا مفلس جسکو احباب و اعزا کی موت نے بھی زخمی کردیا ہو لاکھ ہاتھ جوڑ جوڑ کر ناک رگڑ رگڑ کر دعا کرے کہ اے ایشر مہاراج سرب شکتی مان مجھپر دیا کر میری بیماری دور کردے افلاس سے نجات دے اور میرے پچھلے گناہ معاف کردے میں توبہ کرتا ہوں مگر ایشر سرب شکتی مان کچھ بھی نہیں کرسکتے۔ شاید یہ فرماتے ہوں کہ بھائی مجھے کچھ اختیار نہیں ہے تو معزول بادشاہ کی طرح برائے نام شکتی مان ہوں اور پھر اگر مجھے کچھ اختیار ہو تو ہر ایک کے لئے داد و دہش اور بخشش سے دیوالہ نکلجائے (ستیارتھ پرکاش ص)

اس مادہ اور ارواح کی ازلیت کی بابت جو پنڈت جی سے سند طلب کی گئی تو دو ایک منتر ایسے پیش کئے کہ جن سے یہ بات سمجھ لینا پنڈت جی ہی کا کام تھا ان منتروں کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک درخت پر دو پرند بیٹھے ہوئے ہیں اور ایک بکری سے دو بکری مجامعت کرتے ہیں ایک سیاہ ہی ایک سُرخ - اجی پنڈت جی آپ نے تو ایک درخت پر دو ہی پرند چہکتے دیکھے ہیں یہاں تو سینکڑوں کو چہکتے دیکھتے ہیں اور ایک بکری سے دو کیا کئی کئی بکرے لپٹے دیکھے گئے ہیں مضمون بھی کیا پاکیزہ ہے اور کس عمدہ پیرایہ میں بیان ہوا ہے - ہمارے ایک دوست بوقت مناظرات اس مسئلہ پر ظریفانہ فرمایا کرتے تھے کہ مہاراج آپکے وہ دونوں طوطے پنجری میں بند کررکھی ہیں اور وہ دونوں بکروں کو ذبح کرکے ہم کھاگئے ہیں -

اب پنڈت جی بتلائیں کہ ایشر کس چیز کا خالق ہے! اگر بڑہئی تخت کا خالق ہے جس نے تختہ جوڑ دئے تو ایشر بھی کائنات کا خالق ہو سکتا ہے ورنہ خیر۔ حالانکہ مادہ میں تصرف کرنیوالا کسی عاقل کے نزدیک بھی خالق نہیں بلکہ صانع کہلاتا ہے۔ پھر جب ایک دو نہیں کروڑوں در کروڑوں اربوں پدموں تو انسانی ارواح ہیں اور ان سے لاکھوں حصہ زیادہ حیوانات کی ارواح ہیں اور اسنے بھی لاکھوں حصہ زیادہ بناتات کی ارواح ہیں کسلئے کہ پنڈت جی کے اعتقاد میں ارواح انسانیہ تناسخ کے طور پر بناتات میں بھی جنم لیتی اور اگلے کرموں کا پھل بھوگتی ہیں اور یہ ارواح اپنی ذات اور وجود میں مستقل ہیں کیونکہ اناادی ہیں یعنی ازلی اور ابدی بھی ہیں تو پھر ان پر ایشر کی حکومت کیا وجہ ہے جبکہ نہ وہ ان کا خالق ہے نہ ان کو فنا کر سکتا ہے نہ ان کو عذاب دیسکتا ہے نہ ثواب نہ کسی کی دعا قبول کر سکتا ہے نہ کسی کو کچھ دیسکتا ہے نہ لے سکتا ہے تو ایسے عاجز ایشر کی خدائی کیا ہے اور اسکی عبادت کی کیا ضرورت حالانکہ ارواح ایکدوسرے کو نفع و نقصان بھی پہونچاتی ہیں سوال پورا کر دیتی ہیں لے دے سکتی ہیں مصیبت میں چارہ سازی کر سکتی ہیں کسلئے کہ دنیا میں ایک انسان دوسرے کے ساتھ ایسا کرتا رہتا ہے اور یہ کرنا روح کے ساتھ ہے نہ جسم مردہ کیساتھ۔ ایسی حالت میں انسان ایشر سے کیوں فائق نہ ماناجاے اور پھر اگر سودیشی تحریک کے اثر سے سب ارواح جمع ہو کر ایشر کی اطاعت کا جوا گردن سے اوتار پھینکیں تو کیا مانع ہے اور ایسی صورت میں ناستک کے مقابلہ میں پنڈت جی ایشر کا وجود کس دلیل سے ثابت کر سکتے ہیں۔ جس صنعت یا موثر سے اوسکا ثبوت کرینگے مخالف اسکو کسی زبردست روح کیطرف نسبت کر سکتا ہے۔

ایک اور بڑا مسئلہ دیانند جی نے قدیم دہرم کا مسلم رکہکر اسپر بہت کچھ خامہ فرسائی کی ہے۔

وہ مسئلہ تناسخ ہی

جسکو وہ آواگون کہتے ہیں۔ انکا اعتقاد ہے کہ نیک و بد اعمال کرنیوالا شخص دوسرے جنم میں جاکر پہلے جنم کی سزا یا جزا پاتا ہے۔ پھر اسیطرح سینکڑوں ہزاروں بار جونیں بدلتا رہتا ہے پھر کہیں جاکر اسکی مکتی یعنی نجات ہوتی ہے۔

اس اعتقاد کے ثبوت کے لئے رگوید آدے بھاشیہ بھومکا (وید ونکی تفسیر کا دیباچہ) کے مصنف دیانند جی نے رگوید اشٹک ادہیاے ورگ ۲۳ منتر ۶۔ کا اور یجروید ادہیاے ۴۔ منتر ۵۔ کا اور اتھروید کانڈ ۷۔ انوواک ۱ ورگ ۷ منتر ۱ کا حوالہ دیا ہے اور اسی طرح اتھروید کانڈ ۵ انوواک ۱ ورگ ۱ منتر ۲ اور یجروید ادہیاے ۱۹ منتر ۴۷ کا حوالہ ہے۔ مذکورہ بالا منتروں میں صرف یہ ذکر ہے کہ اے ایشر میں آئندہ جنم میں سکھ پاؤں دکھ نہ پاؤں۔

صرف اگلے جنم میں ذکر آجانے سے یہ مسئلہ حل نہیں ہوسکتا کہ دوسرا جنم صرف روح سے ہے یا بدن سے یا دونوں سے اور دوسرا جنم صرف سزا و جزا کے لئے ہے یا اس میں نیک عمل و سعادت بھی مطلوب ہے اور نہ یہ بیان ہے کہ وہ کون کون سے بُرے کام ہیں جن سے بُرے جانوروں کی صورت میں جنم لیتا ہے اور کونسے اچھے اعمال ہیں جنسے عمدہ انسانوں کے قوالب میں جنم لیتا ہے اور ان اعمال کو ان قوالب سے کیا خصوصیت ہے اور نہ یہ بتلایا گیا ہے کہ اس جونوں کے بدلنے کا چکر کسقدر قوالب میں جاکر تمام ہوجاتا ہے۔۔ نہ اس مسئلہ پر پنڈت جی نے کوئی دلیل بیان کی ہے صرف ایک مصنف کا قول نقل کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں میں سینکڑوں قالب دیکھ چکا ہوں بہت سے باپوں کا بیٹا بن چکا ہوں۔ بارہا حاملوں میں رہنے کی تکالیف اٹھا چکا ہوں۔

جب پنڈت جی نے تاویلات کا یہانتک دروازہ کھولدیا کہ معارف یعنی اعلام کا بھی ترجمہ کردیا۔ اندر کے بہت سے معنی بتادئے۔ پرش جسکے معنی الناس کے ہیں اسکے معنی البشر کے کردے تو اگر آیندہ جنم کے معنی دوسرے جہاں کے کردئے جائیں جہاں دوسری قسم کی زندگانی ہوتی ہے تو کیا حرج ہوسکتا ہے۔

ورنہ اِس اعتقاد فاسد پر بہت سے اعتراضات وارد ہونگے۔ اول تو جس طرح اوس مصنف کو اگلے واقعات یاد رہے اگر اس کو سچا مان لیا جاوے تو پھر کیا سبب کہ لاکھوں کروڑوں ہندؤوں میں سے گذشتہ جنموں کے واقعات تفصیلی طور پر نہیں اجمالی ہی طور پر کسی کو بھی یاد نہیں۔ یوں تو ہر کوئی جھونٹھہ بول سکتا ہی مگر آزمائش رسوا کردیگی (۲) اگر دوسرا جنم صرف گذشتہ جنم کے اعمال کی جزا و سزا کے لئے ہے تو پھر اس جنم میں جو کچھ وہ بدکاری شہوت پرستی وغیرہ کرتا ہے اسپر کوئی اعتراض نہ ہونا چاہئے کیونکہ اسکا یہی بہشت ہے۔ بہشت کے مزوں سے روکنا یا پھر آیندہ جنم میں انکی سزا ہونا اگلے جنم کے نیک اعمال کے پھلوں سے روکنا ہوگا تو جزا و جزا سزہوگی اور نیز جسپر ایک قسم کی اِس جنم میں تکلیف ہے اسکی ہمدردی کرنا بعینہ ایسا ہوگا کہ جیسا کسی شاہی سزا کے دور کرنے میں کوشش کرنا اور اگر اس جنم میں نیک و بدعمل کرنیکا بھی حکم ہے تو اوسکو اگلے جنم کے اعمال کو یاد رکھنا چاہئے کہ عمل میں کوشش کرے اور بُرے کاموں سے باز رہی۔ دویم پہلے کرموں کی جزا و سزا پاتے وقت اسکے خلاف کام کر نہیں سکتا (۳) اگر آواگون صرف روح کو ہی اور یہہ ظاہر ہے کس لئے کہ پہلا جسم ہماری روبرو جاکر خاک کی ڈھیری ہے تو علم و ادراک روح کا کام ہے اور عمل جسم سے بذریعہ روح کے تہا تہنا روح یا تنہا جسم کچھ بھی نہیں کرتا تو جزا و سزا میں ایک کو چھوڑ دینا انصاف کے خلاف ہے اسلئے اسلام نے جزا و سزا کے لئے قیامت میں روح کے ساتھہ جسم دنیاوی کا اشتراک بتایا ہے۔ (۴) اس دنیا میں جو لوگ

آئے ظاہر ہے کہ وہ اگلے جنم کے پہل بھوگنے آئے ہیں جو کوئی بھی ماں باپ کے
پیٹ سے پیدا ہوتا ہے آریہ دہرم کے نزدیک وہ دوسرے جنم میں آتا ہے اسکی
ابتدائی آفرینش نہیں ہے تو لازم آیا کہ جتنے مہاتما رشی تھے سب پاپی تھے کسلئے کہ ایسا
اس دنیا میں فقیر سے لیکر بادشاہ تک کوئی بھی نہیں کہ جسکو دس حصہ سے بھی زیادہ اس
عالم میں دُکھ نہوں - اس مضمون کو کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:-

جگ میں کوئی نہ ٹک ہنسا ہوگا * کہ نہ ہنستے ہی رو دیا ہوگا *
دل زمانہ کے ہاتھ سے سالم * کوئی ہوگا جو بچ رہا ہوگا

ہر پیدائش پر یہی صادق آئیگا عجب معاملہ ہے ادہر تو اگلے جنم کی سزا و جزا
بھگت رہا ہے ادہر مہاراج اسکو نیک کام کی داستان سنا رہے ہیں کہ یوں کر یوں کر

ادہر تو مر رہا ہوں غم جدائی سے اودہر فرشتہ مجھے کہتے ہیں حساب تو دے

اور بھی اعتراضات ہیں لیکن بپاس خاطر پنڈت جی اسیقدر پر بس کرتا ہوں تمام عالم کے خلاف
عجیب مسئلہ ہے مگر ان سے پہلے بعض حکماء یونان بھی تناسخ کی طرف گئے ہیں مہاراج کی ایجاد نہیں -

اب ہم ویدوں کیطرف متوجہ ہوتے ہیں

جو پنڈت جی کے نزدیک جملہ معارف و حقائق اور تمام دنیاوی صنائع و بدائع کے سر چشمہ ہیں
جنہیں پڑہ پڑہ کر اہل یوروپ نے یہ ترقی کی مگر پنڈت اور ان کے لوگ اسی تنزل کے گڑھے میں پڑی
رہے - افسوس ہے کہ پنڈت جی کے نزدیک چار وید ہیں - رگوید - یجروید - شام وید - اتھروید اور
یہ ابتداء آفرینش عالم میں (پنڈت جی لفظ ابتداء انادی ہونیکے صریح خلاف ہے) ان چار
اشخاص پر الہام ہوئے تھے - اگنی[1] - وایو - آدت - انگرس اس طرح ہے کہ اگنی سے

[1] اگنی - آگ - وایو - ہوا - آدیتہ - سورج - انگرس - سانس - یوروپین شراح نے ان الفاظ کے
یہ معنی بیان کرکے ثابت کر دیا ہے کہ اگنی وایو کسی شخص کا نام نہیں اسپر آریہ مصنفین بڑے ہی لال
پیلے ہوئے حالانکہ سیکڑوں اسما ہیں بلکہ اعلام مشخصہ کی علمیت آپ مٹا چکے ہیں - اندر
برہما - پاربتی وغیرہ وغیرہ کے ایسے ہی معنی بیان کئے ہیں تاکہ وہ شخص کا نام نرہے ۱۲ منہ

رگوید- وایو سے یجروید سوریہ (ادتیہ) سے شام وید ظاہر ہوا (شتہ پتہ برہمن کانڈا ادھیاے ۵

ف - اتھروید کا ذکر تک نہیں) اتھروید کو انگرس نے بنایا۔

اور یہ چاروں کتابیں ان رشیوں نے ابتداء آفرینش میں بطور الہام کے بنائیں اور پھر یکے بعد دیگر حفظ کے ذریعہ سے محفوظ چلی آتی ہیں۔ کاغذوں پر مدار ہوتا تو تبدیل و تغیر ہوجاتا یا گم ہوجاتیں۔ جیساکہ رگوید آدے بھومکا بھاشیہ کا مصنف صفحہ ۱۰ میں کہتا ہے **قولہ** ویدوں کا علم سینہ بسینہ چلا آتا ہے لکھی کتابوں پر دارومدار نہیں اگر وید کاغذوں میں بند ہوتے تو آج کے دن انکا نشان ملنا مشکل تھا۔ دکن میں ابتک رواج ہے کہ براہمن ویدوں کو حرف بحرف زبانی یاد کرتے ہیں۔ انتہی۔

چلو پنڈت جی نے ویدوں کے حرف بحرف وقت نزول سے ابتک باقی رہنے کا فیصلہ کردیا وہ ہمکو بھی منظور ہے اگر وہ دکن چھوڑ بنگالہ۔ پنجاب۔ کشمیر۔ سندھ۔ ممالک متوسط بہار۔ اودھ۔ ممالک مغربی و شمالی۔ گجرات کسی ملک میں بھی دو چار پنڈت ایسے دکھاویں کہ جنکو چاروں وید حرف بحرف یاد ہوں ورنہ اقرار کرنا پڑیگا کہ وہ وید اب نہیں ان کا نام و نشان بھی نہیں اور ہمارا یہی خیال ہے کیونکہ ویدوں پر سخت سخت حوادث پیش آئے بودھ مت کے عہد میں جبکہ تمام ہندوستان میں انکا ہی راج ہوگیا تھا اور وہ ویدوں کے سخت دشمن اور ان کو مخرب اخلاق خیال کرتے تھے اور تلاش کرکے ویدوں کو جلاتے اور پنڈتوں کو قتل کرتے تھے۔ ایسے عہد میں ویدوں کا محفوظ رہنا اور جبکہ مدار کار لکھنے ہی پر ہو کیونکہ حافظ تو کوئی نہ ہوا نہ اب ہے نہ آیندہ ہوسکے خلاف قرین قیاس ہے اور اگر حفظ کا دعوی صحیح ہے تو لاکھوں کروروں ہندوؤں میں سے دو ایک ہی کو پیش کردو کہ وہ سلسلہ وار اپنے سے لیکر انکے مصنف تک سند پیش کردیں۔ پھر جب یہ نہیں اور یقیناً نہیں تو پنڈت جی کس زور پر اپنے پاس والے رگوید کو اگنی رشی کا نسخہ

یا کتاب کہہ سکتے ہیں۔ سند متصل تو کجا کسی کتاب کو بھی جو قدماء کی تصانیف سے ہے اسکے مصنف کی طرف یقیناً نسبت نہیں کر سکتے محض شہرت عوام سے ہی سب کام چل رہا ہے اور محقق کے نزدیک عوام کی شہرت کی جو کچھ اصل ہو ظاہر ہے۔
برخلاف قران مجید کے کہ ہر جگہہ صدہا حفاظ ہیں اور ہر ملک میں صدہا اشخاص اپنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک قران کی مسلسل سند پہونچا سکتے ہیں دنیا بھر میں یہ شرف خاص قران مجید کو حاصل ہے نہ کسی اور کو۔

اسکے علاوہ اور بھی حوادث ویدوں پر گذر گئے ہیں از انجملہ یہ ہے کہ شنگاسر دیت چاروں ویدوں کو نگل گیا اور سمندر میں جا گھسا برہماجی نے بھگوان سے فریاد کی تو بھگوان مچھلی یا کچھوے کی صورت میں آکر سمندر میں جا گھسا اور تمام سمندر میں گڑبڑ پڑگئی آخر جا پکڑا اور وید اسکے پیٹ سے نکال کر لایا۔ آریہ تو شاید اس روایت کو نہ مانینگے مگر سناتن دہرم کے نزدیک مسلم ہے۔ ایسی حالت میں کہ وید ایک شخص کے پیٹ میں ہوں اور وہ سمندر میں غوطہ مارجائے اور ان میں کچھ بھی نقصان نہو موجودہ فلسفہ وسائنس کے نزدیک نامعتبر ہے اور آریہ فلسفہ وسائنس پر ایمان لائے ہوئے ہیں۔

اسیلئے محقق پنڈت کہتے ہیں کہ مشہور ہے[1] کہ شروع میں رگوید کے ام پشتک اور یجروید کے ۱۰۱ اور شام وید کے ایکہزار اور اتھروید کے ۹ تھے اب شاکل منی اور باشکل منی والے رگوید سنگہتا اور سیاہ و سفید یجروید کی سنگھتا اور شام وید اور اتھروید کی صرف ایک ایک ہی شاخ باقی ہے نہ معلوم کہ وہ کیا ہوئے۔

اب ہم ویدونکی تحقیق کرتے ہیں اور دیانندجی نے جو تاویلات کے ذریعہ سے اصل واقعات پر پردہ ڈال کر اپنے معتقدوں کو کاہ کا کوہ دکھایا ہے اس کو بھی دکھاتے ہیں۔

---

[1] المنذیر مطبوعہ جون ۱۹۰۳ء جلد اول نمبر ۳۔ ۱۲ منہ

(وید)

کے معنی سنسکرت زبان میں علم و فن کے ہیں۔ ہر فن کی کتاب یا خود اس فن کو وید ہی کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں جیساکہ آیُروید (علم طب) دہنر وید۔ علم جنگ۔ گاندہرو وید علم موسیقی گانے بجانے کا علم ہنود کے نزدیک چار وید مستند کتابیں ہیں (۱) رگوید (۲) یجروید (۳) شام وید (۴) اتھروید جسکو اتھربن وید بھی کہتے ہیں۔ وید تو ایک عام لفظ ہے ہر کتاب اور فن سے چسپاں کیا جاتا ہے اسکو حذف کرنے کے بعد رگ۔ یجر شام۔ اتہروباقی رہجاتا ہے اب انکے معنی میں بحث کرنی چاہئے آیا یہ کیسی فن کے نام ہیں جیساکہ آیُر۔ گاندہرو وغیرہ یا یہہ اشخاص کے نام ہیں یعنی علم معرفہ جیساکہ زید بکر وغیرہ۔ یا یہہ صفات ہیں جیساکہ کاتب۔ شاعر۔ کسی کی تخصیص نہیں کوئی کاتب کوئی شاعر ہو۔ ان باتوں کی تحقیق دیانند جی نے اپنی تصنیفات میں کچھ بھی نہیں کی نہ ان کے بعد ان کے کسی چیلے نے طالب کی پیاس بجھائی۔ کہیں کہیں صرف اسقدر کہدیا کہ رگ۔ یجر۔ شام اتھرو۔ چار۔ رشی یعنی بزرگ تھے۔ ہم اسی آیندہ بحث کا اسی کو مرکز قرار دے لیتے۔ مگر دیانند جی کی تو یہ عادت ہے کہ اپنے مطلب کو سیدہا کرنے کے لئے جھٹ پٹ لفظ کی تاویل کرڈالتے ہیں۔ یہانتک کہ لفظ اندر۔ پرجاپتی۔ دیوتا۔ پرش کی کبھی کچھ تاویل کی ہے تو کبھی اسکے خلاف جیسا کوئی مضطرب کبھی کچھ کہتا ہے تو کبھی اسکے برخلاف گلو خلاصی کے لئے کہدیتا ہے اسکا ثبوت ہم آگے چلکر دینگے نہ رشیوں کے نام ہونے کی کوئی دلیل پیش کی ہے۔ اب بپاس خاطر آریہ صاحبان ہم اسی بات کو بے دلیل مان لیتے ہیں تو ان چار اشخاص کے نام سے ان چاروں کتابوں کا نامزد ہونا کم سے کم یہ بات تو بتاتا ہے کہ یہ چاروں ان چاروں کتابوں کے مصنف یا جامع تھے اور بقول آپکے ملہم سہی۔ تو اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر اگنی وایو آدیت انگرا کو مصنف کہنا کیا معنی رکھتا ہے؟ اب یہ تاویل کردینا کہ اگنی وایو۔ ادت انگرا بھی انہیں کے نام ہیں

شاید دیانندجی کے معتقدوں کے نزدیک حجت ہو جو بے دلیل بھی مان لیتے ہیں ورنہ دیانندجی جیساکہ بار بار نرکت یشتپتہ وغیرہ کا تاویل خیالی سہی حوالہ دیا کرتے ہیں اس بات کا بھی حوالہ دیں کہ یہ چار نام بھی انہیں کے ہیں ورنہ کوئی بھی اس بڑنگی بات کو نہیں مانیگا

دیدوں کی بابت محققین کا یہ خیال ہی اور اس خیال کی تائید بھی خود دیدوں اور ادن کی تفسیروں سے ہوتی ہی اور ماہر پنڈت بھی جو تعصب مذہبی[1] کے رنگ میں ڈوبے ہوئے نہیں۔ اسی کے قائل ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام سے تخمیناً دو ہزار[2] یا پندرہ سو برس پیشتر سنٹرل ایشیا یعنی ترکستان سے ایک قوم ہندوستان کی طرف متوجہ ہوئی اور یہ لوگ ایرین تھے (غالباً مغل و ترک تھے) ہندوستان کے قدیم باشندوں پر جو سیاہ رنگ اور بزدل بھی تھے اس نووارد قوم کا فتح پا جانا ایسا ہی بدیہی تھا جیساکہ اسلامی فتوحات کے وقت سے اب تک مشاہدہ میں آرہا ہے۔

یہ نووارد قوم پنجاب میں آئی اور سرستی ندی تک انکا جولان گاہ رہا اپنے ساتھ مذہبی خیالات بھی وہی لائے جو شاہان کیانیہ کے تھے انکی مذہبی زبان سنسکرت بھی زندی زبان سے ماخوذ تھی۔ ان میں بھی عناصر و ستارہ پرستی و آتش پرستی تھی جو مجوسی مذہب میں تھی اور ابتک ہی دیاس جی بھی بلخ میں زردشت کی خدمت میں مستفید ہونے گئے تھے جیساکہ ایرانیوں کی مذہبی کتاب نامۂ زرتشت میں جو دساتیر کا ایک حصہ ہی ابتک موجود ہے۔ ایرانی بادشاہوں کا اقتدار اوسوقت سنٹرل ایشیا ہندوستان تبت میں مسلم تھا۔ داریوس اول کی عملداری کا

---

[1] مذہبی تعصب میں پڑکر تاریخی واقعات پر بھی پردہ ڈالنے کی عادت ہو جاتی ہے ۱۲ منہ

[2] قدماء ہنود تاریخ کے علم سے بے بہرہ تھے مورخین اب کچھ لکھینگے تخمینی طور سے لکھیں گے اس لئے کوئی عرصہ یا زمانہ خاص ورود ایرین قوم کا معین ہو نہیں سکتا۔ اسپر یہ رائے قایم کرنا کہ مورخین کا باہمی تعداد زمانہ میں اختلاف خود ان کی جہالت ہے جیساکہ آریہ کہا کرتے ہیں۔ محض سینہ زوری ہے۔ آریہ خود کوئی بھی تاریخی بات ویدوں کے مصنفوں کی بابت یقیناً ثابت نہیں سکتے ۱۲ منہ

ہندوستان ایک باجگذار صوبہ رہا ہی۔ پھر سکندر رومی نے بھی دریائے ستلج تک ہندوستان فتح کیا ہی (آریہ ان سب باتوں کی تکذیب کریں تو کوئی کیا کرسکتا ہے)

اِس نودار دایرین قوم میں شعرگوئی کا بھی اپنے بھدے تمدن کے مطابق ایک مذاق تھا وہ اِن محسوس اشیاء عناصر وکواکب وغیرہ محسوس اشیاء، اندر وغیرہ کی مدح میں شعر کہا کرتے تھے اور اِن ممدوح اشیاء کو دیوتا کہتے تھے اِس طرح سے تینتیس کروڑ دیوتاؤں کے ممدوح تھے وہ انہیں کو قضاؤ قدر فتح وشکست۔ رزاقی وتندرستی۔ بیماری وقحط کا مالک و مختار سمجھتے تھے اور خدائے لایزال کی قدرت کا مظہر جان کر انکی خیالی صورتیں بھی پوجتے تھے اس اپاسنا یعنی پرستش کے وقت اِن اشعار کا اِن دیوتاؤں کی مدح میں پڑہنا ایک لازمی بات جانتے تھے اور یگ وہون اور دیگر دستورات مذہبی میں بھی وہ اشعار جن کو منتر کہتے ہیں بہت استعمال ہوتے تھے اور ان کے مصنفوں کی قدر دانی ہوتی تھی اور ایک جماعت خاص ان اشعار اور مذہبی دستورات کی محافظ قرار پائی اور ان کا نام برہمن ہوا اور ایک جماعت جہانداری میں مشغول ہوئی جن کو کشتری یا چھتری کہتے تھے جن کی نسل سے ہونیکا راجپوت دعوی کرتے ہیں (مگر قوم کہتری بھی مدعی ہی) اور ایک قوم کاروبار تجارت میں مشغول ہوئی جنکو ویش کہتے تھے۔ اب ارزل کاموں کے لئے جو جماعت قرار پائی اسکا نام شودر ہوا۔ ایرانیوں میں بھی چار ذاتیں انہیں الفاظ سے ہیں۔

پھر یہ ایرین قوم رفتہ رفتہ ہندوستان پر قابض و مسلط ہوتی گئی اور قدیم ہندو نیتہا بھیل۔ گونڈ۔ پہاڑوں میں پناہ گزین ہوتے گئے اور کچھ اِن ایرین بہادروں کی کار وخدمت پر مامور ہوئے اور برہمن جماعت وقتاً فوقتاً تصنیف وتالیف کے ذریعہ سے مذہبی قوانین بھی بنانے لگی۔ منوسمرتی۔ منو برہمن کی کتاب بھی اسی لئے بنائی گئی۔ ایک جماعت درویشی و ریاضت وترک دنیا کی طرف بھی راغب تھی۔ گوشائیں سنیاسیوں کے صدہا فریق اسی قوم میں سے ہیں انکا دستور اور علم ہی ان سب سے جدا رہا ہے وہ برہمنوں کی اطاعت سے باہر رہنا

اپنی شان سمجھتے رہی۔

اِن مختلف اشخاص کے مختلف المعنا میں اشعار کا مجموعہ سالہائے سال تک بے ترتیب برہمنوں کے پاس پوستک یعنی کھالوں میں بھرا ہوا شتے یعنی رسیوں سے مٹھوں میں لپٹا ہوا رہتا تھا اور وہ جب کسی کو ان میں سے چند منتر ایک سبق میں پڑھاتے تھے تو زبانی انکے متعلق بہت کچھ شرائط و فوائد بھی بتاتے تھے۔ آخر کیرون پانڈونکی جنگ کے بعد راجہ پانڈو کے حکم سے وہ ذخیرہ ترتیب دیا گیا اور بیاس جی اسکے مہتمم قرار پائے۔ پھر اس میں سے اول دو کتابیں ترتیب دی گئیں۔ رگوید کہ جسکو رگ پنڈت نے جمع کیا تھا اور یجر وید جس کو یجش نے جمع کیا تھا اور رگوید و یجروید میں علمی و عملی مسائل کے لحاظ سے ان مجموعہ اشعار کو تقسیم کرنا ایک قرین قیاس بات بھی تھی مگر رگ اور یجش کے ساتھ اور پنڈت بھی ان کے معین و مددگار تھے۔ دی تسم پائن وپائیل وغیرہ

ان لوگوں نے ہر منتر کے شروع میں یہ بھی لکھدیا کہ اِن اشعار کا مصنف فلاں رشی ہے اور فلاں چیز کی مدح ہی یعنی ان کا ممدوح دیوتا فلاں ہی اور پھر اِن منتروں کے متعلق جو جو کچھ سینہ بسینہ چلا آتا تھا کوئی قصہ یا اس منتر کو آگ پر کسطرح سے پڑھا جاوے اور کیا کیا ہونا چاہئے اسکو بھی لکھا اِس کو ویدوں کا براہمن کہتے ہیں مگر تھوڑے زمانہ کے بعد شام پنڈت نے رگوید کی ترتیب پلٹ کر اور کچھ منتر اضافہ کرکے جو اول جمع و ترتیب کے وقت باقی رہ گئے ہوں گے۔ ایک اور کتاب بنائی جسکا نام شام وید ہوا اور ہندوؤں میں مدت تک یہی تین وید دہرم کی کتابیں مانی گئیں۔ شت پتھ اور منوسمرتی کے مصنفوں کے عہد تک بھی تین وید مانے جاتے تھے اس لئے ان دونوں مصنفوں نے اِن تینوں ویدونکا نام لیا ہی۔ (شت پتہ) پھر عرصہ دراز کے بعد اتھروید تصنیف ہوا اور چار وید مانے جانے لگے یا تو یہ منتر باقی رہگئے تھے یا لوگوں نے بعد میں تصنیف کئے تھے انکو بھی جمع کر لیا گیا وید کیا ہیں۔ مختلف شعرا کے اشعار جو منتر دیوتاؤں کی مدح میں لکھے گئے اور کہیں کچھ

نصائح بھی ہیں اور تخمیناً پندرہ سو برس تک کے عرصہ میں جو تصنیف اور جمع و ترتیب کا زمانہ ہے کچھ لوگ روشن خیال بھی پیدا ہوئے ہوں جنکے اشعار میں خدا پرستی اور توحید کی خوشبو پائی جاتی ہے اور کہیں کچھ عمدہ نصائح بھی - اِن اشعار کو منتر کہتے ہیں۔

اسلئے ویدوں کے جملوں کو شرتی کہتے ہیں یعنی شنیدہ کیونکہ مدتوں تک تحریر میں نہ آئی تھے اور جب جملہ کا مضمون تمام ہوجاتا ہے تو اسکو رچا کہتے ہیں یعنی بامبالغہ مدح۔ اور پورے کلام کو منتر کہتے ہیں اور پانچ یا چار منتروں کے مجموعہ کو ورگ کہتے ہیں غالباً یہ بھی زندی زبان برگ سے ماخوذ ہے اور چند برگ کے مجموعہ کو ادہیا کہتے ہیں . . . .

. . . . اور کئی ادہیا کا ایک اشٹک اور کئی اشٹک کا ایک انوواک اور بہت سے انوواک کا ایک منڈل رگوید کے دس منڈل ہیں یجروید صرف ادہیاؤں پر منقسم ہے اور شام وید ادہیا پر پاٹھکا اور کشتی پر منقسم ہی اور اتھروں وید میں ادہیا سوکت انوواک کانڈ ہے۔

ہر وید کے دو حصہ ہیں اول کہ جس میں منتر ہیں اسکو سنگتا کہتی ہیں دوسرا حصہ جسمیں منتروںکی ترکیب عمل اور قصہ وغیرہ ہیں اسکو براہمن یا براہمنا کہتے ہیں - آریہ اس حصہ کو وید نہیں کہتے - ویدونکی اِس جداگانہ ترتیب اور جداگانہ اشخاص کی تالیف اور مضامین کی مباینت پر خیال کرکے کوئی عاقل بھی کہہ سکتا ہی کہ یہ چاروں کتابیں ایک ہی کتاب ہے جسکے یہ چار حصہ ہیں - یونتو سعدی کی بوستان اور فردوسی کے شاہنامہ اور نظامی کے سکندر نامہ اور جامی کی یوسف زلیخا کو بھی ایک کتاب کہہ سکتے ہیں - ویدونکے مصنفوں اور زمانہ تالیف میں جسقدر وید کے ماننے والوں کا اختلاف ہے شاید کسی مذہب میں ہو چنانچہ قدیم ہندو جنکو سناتن دہرم کہا جاتا ہے یہ کہتے ہیں۔

(۱) کہ وید کے مصنف برہماجی ہیں اِن کے چار مونہو نسے یہ چار کتابیں نکلی ہیں (بہت خوب)

(۲) آریہ محض بے دلیل - اِن چاروں کا مصنف اگنی - وایو - آدت - انگرا کو کہتے ہیں

مگر جب یہ سوال کیا جاتا ہے کہ یہ چاروں شخص کس جگہہ کس ملک میں پیدا ہوئے تھے
اور اسوقت ملکی کیا زبان تھی اگر کوئی اور زبان تھی تو پھر ملکی زبان چھوڑ کر اِس زبان میں الہام
ہونیکا کیا سبب اور کیا حکمت تھی اور پھر یہ چاروں ایک ہی زمانہ میں تھے یا آگے پیچھے
(حالانکہ جیسا لیکھرام نے بحوالہ شت پتھ لکھا ہے کہ انگرا انکی واسطہ سے اگنی کا شاگرد تھا۔
زمانہ میں بڑا تقدم و تاخر پایا جاتا ہے لیکن سب کا ایک ھی زمانہ کہدیتے ہیں پھر ہر ایک
رشی کو دوسرے کا علم تھا یا نہیں اگر تھا تو شام وید کے مصنف کو کیا ضرورت پیش آئی
تھی کہ اِس نے رگوید کی ترتیب کو اولٹ پلٹ کر ایک دوسری کتاب بنادی۔ پھر ان
رشیونکی جبکہ اِن پر وید الھام ہوئے تھے کیا کیا عمر تھی۔ اور پھر انکی تالیف کے
بعد وہ کبتک جیتے رہے اور کہاں مرے اور ان کے زمانہ میں ویدونکی حفاظت
کی کیا صورت تھی اور پھر ان سے ان کے کس کس شاگرد نے لیا اور جس عہد میں ان کے
مصنف تھے۔ اِس زمانہ میں وہ زبان کہ جس میں یہ وید بنائے گئے مکمل ہوچکی تھی یا
نہیں اور کس راجہ کا راج تھا وغیرہ ۔ اِن باتوں میں سے کسی کا بھی تاریخی طور پر صحیح و تسکین
بخش جواب نہیں دیسکتے۔

(۳) محققین پنڈت یہ کہتے ہیں کہ کسی وید کا کوئی شخص خاص مصنف نہیں سینکڑوں شاعروں کے
اشعار ہیں جنکے نام ابتک انکے سروں پر لکھے ہوئے موجود ہیں۔ ہاں بطور مجمع الاشعار
کے ان کو چار شخصوں نے مختلف زمانوں میں چار کتابوں میں جمع کیا ہے۔

رگوید کے دیباچہ میں دیانند جی نے اپنے دعوی پر بڑا زور لگایا مگر ایک دلیل بھی ایسی نہ
بیان کرسکے کہ جس سے ان چاروں ویدوں کا اگنی وایو آدت انگرا سے تصنیف ہونا
بھی ثابت ہوسکے چہ جائیکہ الہامی ہونا اور ابدی ہونا اور جملہ علوم کا مخزن ہونا اور اب
ہم بڑے زور سے اعلان کرتے ہیں کہ اگر اِن چاروں ویدوں کا اِن چار رشیوں سے
تصنیف ہونا بھی ثابت کردے تو ہم ایکہزار روپیہ انعام دینے کو تیار ہیں اور اگر ان کا

الہامی ہونا ثابت کر دے تو دو ہزار روپیہ اور اگر جملہ علوم کا مخزن ہونا ثابت کر دے تو
دس ہزار روپیہ خواہ پہلے سے اپنی انعام کی بابت ہم سے روپیہ کسی عدالت میں جمع کرا لے۔
مگر ثبوت میں ویشیشک درشن وغیرہ کتابیں پیش نہ کرے کس لئے کہ خود یہ کتابیں ہمارے
نزدیک مسلم نہیں۔ یا براہان عقلی پیش کرے یا براہان نقلی جو ہمارے مسلمات سے ہو ورنہ
جس طرح گائے کے گوشت کی اباحت ثابت کرنے کے لئے ہندو کے مقابلہ میں شرح
وقایہ وغیرہ اسلامی کتابیں پیش کرنا بیوقوفی ہی اسی طرح وید کا الہامی ہونا وید کے ماننے
والوں کے اقوال سے ثابت کرنا بھی بے عقلی اور فن مناظرہ سے سراسر ناواقفیت ہی۔
دیانندجی کے چیلوں نے جو خاص ویدوں کے الہامی ہونیکے لئے الہام کی تعریف کی۔
اور قیدیں لگائی ہیں انکی عبارت طویل کا خلاصہ کرکے لکھتا ہوں۔ رگوید ادے بھاشیہ
بھومکا کے مترجم نے صفحہ ۹ مفید عام لاہور ۱۹۰۲ء میں الہام الہی کے لئے آٹھ شرطیں لگائی ہیں۔
(۱) الہام ابتداء عالم میں ہو کیونکہ بعد میں جو مدعی الہام ہوگا وہ تعلیم و مطالعہ کا نتیجہ سمجھا جائیگا الخ
اسپر کوئی بھی دلیل بیان نہیں کی گئی کیا بعد کے زمانہ میں ایسے اشخاص ناممکن الوجود
ہیں کہ وہ کسی کی تعلیم و مطالعہ کتب کے بغیر الہام ربانی سے مستفید ہوسکیں اور وہ
(سنسکار) اثر و خیال سے بھی پاک ہوں۔ دوم اگر تعلیم بھی پائی ہو تو جو
باتیں اوس تعلیم سے ہزار ہا درجہ بڑھکر ہوں کیا ممکن نہیں کہ وہ الہامی ہوں۔
رہی یہ بات کہ وہ لالہ صاحب کو کیونکر یقین آئے۔ لالہ صاحب کو ہم اس زمانہ میں
ایک نہیں سینکڑوں ہزاروں اشخاص ان جنگلوں یا صحارے کے یا ان نا تربیت
یافتہ ملکوں کے کہ جہاں نہ تعلیم ہے نہ کوئی کتاب ہی نہ وہ پڑھنا لکھنا جانتے ہیں
ایسے ہی کورے دکھاسکتے ہیں جیسا کہ آپ ابتداء زمانہ کے لوگوں کو دکھاینگے
پھر جو اون لوح سادہ پر علوم و معارف کا نقش ہوگا اگر وہ الہام کے ذریعہ سے
نہ ہوگا تو خوارق العادۃ کیا سمجھا جائے گا۔ اگر ویدوں کے مضامین سے یہ ثابت ہوجا

کہ ویدوں سے پہلے بھی پنڈت اور جوگی تھے تو یہ چاروں وید لالہ صاحب کے اقرار کے بموجب بھی الہامی نہیں۔

(۲) سچا الہام وہی ہی جس میں خلاف قانون قدرت کوئی بات نہ ہو اور اسمیں ان طبعی یا روحانی علوم کا بیان ہو جو انسان اپنی محدود قوت سے بغیر تعلیم از خود حاصل نہیں کر سکتا ہو یعنی معمولی قدرت سے باہر علوم ہوں مگر لالہ صاحب نے قوانین قدرت کی تشریح نہیں فرمائی۔ غالباً اس سے انکا مقصد یہ ہے کہ معجزات و خوارق مذکور نہوں۔ کاش اس کی شرح کر دیتے تو جھگڑا ہی طے ہو جاتا مگر جب وہ ملہم ایسی بات کہے جو بغیر تعلیم کے حاصل نہ ہو تو یہ بھی قانون قدرت کے مخالف ہوگا۔ عجب ہے جس چیز کی نفی کرتے ہیں اسی کو شرط قرار دیتے ہیں اور سب سے بڑھکر بغیر توالد و تناسل کے کسی انسان کا زمین سے پیدا ہو جانا جیساکہ آریہ صاحب فرمایا کرتے ہیں کہ ہر ایک دور ختم ہو کر جب دوسرا دور شروع ہوتا ہے تو اوسوقت توالد و تناسل نہیں ہوتا یوں ہی گھانس کی طرح لوگ زمین سے اوگ آتے ہیں اور چاروں ویدوں کے ملہم بھی ابتداء زمانہ میں اسی طرح پیدا ہوئے تھے۔ اب لالہ صاحب آپ ہی فیصلہ کر دیں کہ فلسفہ اور سائنس جدید سے ڈر کر آپنے الہام میں تو یہ قید لگا دی کہ خلاف قانون قدرت کے نہو جس سے مقصود حضرات انبیاء علیہم السلام کے اعجاز کا ابطال ہی مگر اسی طرح پیدا ہونا کیا خلاف قانون قدرت نہیں عجب ترکہ ملہم تو کوئی بات خلاف قانون قدرت نہ کرے (وقانون بھی وہ جو بندوں نے بنایا ہی) مگر ملہم کی پیدائش خلاف قانون قدرت ہو تو ہوا کرے۔

اب ویدوں میں آپکو اپنی قرارداد کے موافق یہ بھی ثابت کرنا ہوگا کہ روحانی و طبعی علوم ان میں کیا کیا ہیں۔ منتر لکھکر ترجمہ لفظی کر کے بتائیے اور ترجمہ بھی وہ معتبر ہوگا کہ جسکو اور سنسکرت داں

ـــــــــــــــ

لہ اور یہ بات ہم ثابت کر چکے ہیں ایک دو نہیں بہت سے ویدوں کے بڑے بڑے ایسے ہیں ذکر جن سے ثابت ہوتا ہی کہ اون سے پہلے پنڈت اور جوگی اور چار نہ تھے اور رشی ویدوں میں سب کچھ تھا ۱۲ منہ

بھی مانتے ہوں ورنہ تاویلات کو بڑی گنجایش ہی۔

(۲۲) الہامی کتاب میں کسی انسان کا نام یا کسی خاص جگہہ کا نام نہونا چاہئے یعنی قصہ و کہانی نہو کیوں نہو اسکی دلیل پیش کرو اس سے الہام میں کیا عیب ثابت ہوتا ہی بلکہ ضرور ہونا چاہئے کسلئے کہ جب الہام سے بنی نوع کی فہمایش مقصود ہی تو جو باتیں انکی سمجھہ میں آنے کا ذریعہ ہیں اون کو چھوڑ کر گول گول باتیں کرنا افہام و تفہیم کے منافی ہے۔ گذشتہ واقعات کو عبرت کے لئے بیان کرنا واعظ کا پورا فرض منصبی ہی اور جب بقول لالہ جی ملہم میں اعجاز کا تو مادہ ہی نہیں تو وہ ایک وعظ کی حیثیت سے بڑہکر اب اور کیا مرتبہ رکھتا ہے۔ تعلیم یافتہ قوموں میں تاریخ جسقدر مفید ثابت ہوئی ہی وہ اظہر من الشمس ہی مگر لالہ جی اس کو عیب سمجھتے ہیں۔ پہر تاریخ میں بھی فرق ہے اسی بات کو ناول کے پیرایہ میں بیان کرنا اسی کو واعظانہ حیثیت سے بیان کرنا اسی کو اعجوبہ بناکر افسانہ گوئی کے انداز میں بیان کرنا جداگانہ ہے ہر ایک میں آسمان و زمین کا فاصلہ ہی بیشک واعظانہ حیثیت سے بیان کرنا ملہم کا فرض ہی البتہ مورخانہ حیثیت سے عیب ہی اور فسانہ گوئی تو اور بھی عیب ہی۔ ان باتوں میں امتیاز نہ کرنا اور سب کو فسانہ گوئی بتانا ایک تعلیم یافتہ شخص سے بسا بعید ہی۔ قران میں جو کچھ واقعات بیان ہوئے ہیں واعظانہ حیثیت سے ہیں۔ اب لالہ جی ذرا ویدوں پر بھی توجہ فرمائیں ان میں انسانی چیزوں کے بہت سے نام ہیں۔ اوکھلی موسل۔ رتھہ۔ بیل۔ گاڑی۔ راجہ۔ رعیت۔ پنڈت۔ جوگی۔ برہمن۔ گاؤں۔ شہروں کے نام۔ لوگوں کے نام موجود ہیں۔ (آریہ تاویل کرکے انکو صفات بتاتے ہیں بتایا کریں۔ مگر اول سے ایکر اب تک سب پنڈت جو آئے ہیں ان کی تاویلات کو کون مانتا ہی) اور براہمنا میں تو سینکڑوں افسانے موجود ہیں اور براہمنا کو بھی سب پنڈت وید ہی کا جز مانتے آئے ہیں۔

(۲۳) الہام میں بلا رعایت اقوام و بلا طرفداری اشخاص انسانی حقوق کی مساوات ہونی چاہئے ہم بھی اسکو تسلیم کرتے ہیں مگر قران کے سوا یہ بات کسی مذہبی کتاب میں پائی

نہیں جاتی - ایک جگہہ نہیں بار بار اوسنے باعلان مساوات حقوق کا مسئلہ حل کردیا ہے ایک جگہہ فرمادیا ہے انما المومنون اخوۃ کہ ایماندار سب بھائی ہیں لا یسخر قوم من قوم عسیٰ ان یکونوا خیرا منھم الایہ - کہ کوئی قوم کسی پر تمسخر نہ کرے یعنی ذلیل و حقیر نہ جانے شاید یہ اس سے بہتر ہوں انا خلقنکم من ذکر و انثی وجعلنکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم ان اللہ علیم خبیر ۔ کہ اے بنی آدم ہمنے تم سب کو ایک مرد ایک عورت سے پیدا کیا ہے سب مرد و عورت سے پیدا ہوئے ہو (ایک نسل ایک قوم ہو) پھر یہ قبائل جو پیدا ہوگئے ہیں کوئی ترک ہے کوئی عرب ہے - کوئی بنی فلاں کوئی بنی فلاں ہے یہ محض امتیاز کے لئے ہے نہ تفاخر و عزت کے لئے سب عزت میں برابر ہیں - البتہ ایک کو دوسرے پر فضیلت ہے تو پرہیزگاری سے اب لالہ جی بھی ویدوں میں سے کوئی ایسا ایک ہی منتر پیش کریں -

پھر منوسمرتی کی بابت جو یہ کہا جاتا ہے کہ گو ویدوں میں احکام نہیں مگر منوجی نے جو قانون بنائے ہیں وہ سب ویدوں سے ہی لیکر بنائے ہیں (حالانکہ ویدوں میں انکا نام بھی نہیں محض عیب پوشی کے لئے ایسا کہا جاتا ہے) تو چار ذات کا تفاوت - برہمن اور چھتری کے شودر پر یہ حقوق جو یورپین اور غیر یورپین کے حقوق و امتیازات سے بھی بڑہکر ہیں یہانتک کہ شودر علم سے محروم کردیا جائے اور اگر برہمنی سے شادی کرے تو یہ سزا دیجائے اور سلام نہ کرے تو یوں کوڑے مارے جائیں وغیرہ وغیرہ تو پھر یہ ساری کارروائی ویدوں ہی کے سر تھپے گی کیا ہندو قوم کا شخص اپنے مذہب کو مانکر مساوات حقوق کا دعویٰ کرسکتا ہے جہانتک ایک برہمن کا کہانا بلکہ بدن اور کپڑے بھی شودر کے ہاتھ لگنے سے ناپاک ہوجاتے ہیں اور شودر کو اس جرم میں دہرم شاستر سے سزا دینا لازم ہوتا ہے - لالہ جی انصاف ہو تو ویدک دہرم کو اس معیار پر پورا ثابت نہ ہونے سے ترک کیجئے اور اسلام میں آئیے

جو شاہی کرنے کا استحقاق رکھتا ہی - آجکل یورپ اسلام پر مفتون ہے اسکی اسی شان سی کہ بجز اسلام کے کوئی مذہب دنیا پر بحیثیت مذہبی سلطنت نہیں کر سکتا۔

(۵) اسکے احکام میں نسخ نہ ہونا چاہئے - یہ بات ذرا تفصیل طلب ہی کسلئے کہ احکام سماوی دو قسم کے ہوتے ہیں - اول نظری یعنی عقائد - دویم عملی - پھر عملی میں سے بھی دو قسم کے اعمال ہوتے ہیں - اول اصول - دوئم فروع - مثلاً عبادت عملی حکم ہے مگر اصول میں سے ہی - پھر عبادت اس طرح سی اور ان اوقات اور ان شروط سے یہہ احکام فرعیات ہیں - احکام نظریہ میں نہ نسخ ہوا ہے نہ ہوگا نہ اسلام اس قسم کے نسخ کو جائز سمجھتا ہے عملیات میں بھی اصول قابل نسخ نہیں نہ اسلام اسکا قائل - ہاں فرعیات میں نسخ ہونا قرین قیاس ہی - کسلئے کہ زمانہ - اور لوگوں کے حالات بدلتے رہتے ہیں - حضرات انبیاء جو روحانی حکیم ہیں حکیم جسمانی کی طرح سے مرض اور مریض کے حالات بدلنے پر نسخہ میں حسب مصلحت ترمیم کرتے رہتے ہیں یہ ان کے علم کا قصور نہیں بلکہ ابتداء مرض میں حکیم کو معلوم ہوتا ہے کہ آگے چلکر یہ دوا دونگا یہ دوا نہ دونگا اور جو ہر حالت میں وہی ایک نسخہ دئے چلا جائے وہ اطبا کے نزدیک کوڑ مغز ہے زمانہ کا نبض شناس نہیں اوس سے دور رہنا چاہئے - یا یوں کہو کہ احکام فرعیہ موبدہ نہیں ہوتے موقت ہوتے ہیں ان کا حکم ایک وقت تک رہتا ہے پھر دوسرا حکم مناسب دیا جاتا ہے - اس قسم کی تبدیل کو نسخ شرعی کہتے ہیں یہ یہودی عیسائی جملہ سماوی مذہب میں ہی نہ عقل کے نزدیک اس میں کوئی قباحت ہے - وید میں چونکہ احکام ہی نہیں ۳۳ کرور دیوتاؤنکی مدح ہے وہاں نسخ کیا اور احکام کیا -

(۶) کتاب الٰہی اپنے بیان میں بینظیر ہونی چاہئے جو انسانی تصانیف سے ممیز ہو ہم بھی اس معیار کو تسلیم کرتے ہیں مگر یہ بات تو بجز قران مجید کے اور کسی کتاب پر صادق نہیں آتی - نزول کے زمانہ سے قران کا دعوی ہے کہ اگر یہ کلام منجانب اللہ نہیں تو اسکی

ایک سورۃ کے دسویں حصہ ہی کے برابر بنا کر لاؤ اور جس سے چاہو مدد بھی لے لو مگر اس عہد کے ہم زبان و ہم زماں فصحاء عرب جو میدان سخن کے بڑے شہسوار تھے عاجز آ گئے اور ابتک بھی کوئی جرات نہ کر سکا - ایک ادنی امتیاز یہ ہی کہ اتنی بڑی کتاب کے ہر ملک میں ہر قسم کے ابتدا سے ابتک سینکڑوں حافظ موجود ہیں - برخلاف ویدوں کے کہ کوئی سننے میں بھی نہیں آیا اور اب کوئی دکھا دے ویدوں کی تعداد میں ہنود کا اختلاف ہونا ویدوں کی تثلیث کو باطل کر رہا ہے جس کو لوگ وید کہتے ہیں اور بعض نہیں مانتے الفاظ اور معانی کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں ورنہ وید ہی نہ قرار دیتے - اسکے علاوہ ویدوں کی عبارت کا بے جوڑ ہونا اور مضامین کی بے ربطی سنسکرت دانوں میں مشہور اور مسلم ہے -

(۷) تکرار نہ ہو یعنی ایک بات بار بار نہ کہی جائے - قرآن اس سے بھی پاک ہے ایک مضمون کو کئی بار مصالح مخاطبین سے بیان کیا ہی تو ہر ایک بار ایک نیا عنوان بدل دیا ہے جو سننے والے کو بالکل نیا مضمون معلوم ہوتا ہے - برخلاف ویدوں کے کہ ایک ہی کتاب میں بار بار وہی مضمون ہی اور شام وید تو سارا رگوید ہے صرف ترتیب کو بدلکر مصنف چاروں سواروں میں شامل ہوا ہے اس شرط کو اور آریہ صاحبوں نے بیان کیا ہے -

(۸) مضامین میں تضاد نہ ہو یعنی ایک مضمون دوسرے کے خلاف نہو - ہم بھی اس معیار کو مانتے ہیں - قرآن مجید کا خود دعوی ہے لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا کہ اگر قرآن منجانب اللہ نہوتا تو اسمیں بہت اختلاف پاتے -

اسقدر مبسوط کتاب میں ایک مضمون دوسرے کے ذرا بھی مخالف نہیں اور جس پادری نے سرسری اختلافات الفاظ سے ثابت کئے ہیں اسکی غلط فہمی بہت سے مسلمان مصنفوں نے دکھا دی ہے مقدمہ تفسیر حقانی ملاحظہ ہو مگر ویدوں کی اختلاف بیانی کا تو کچھ

ٹھکانہ ہی نہیں۔ اب ہم نمونہ کے طور پر دیانندجی سرسُتی کے اقوال ہی سے ثابت کرتے ہیں جو رگوید ادے بھاشیہ بھومکا میں درج ہیں۔

قولہ صفحہ ۳۲ اوس پرماتما نے اکاش کو بنایا۔ اکاش سے ہوا اور ہوا سے آگ آگ سے پانی۔ پانی سے زمین الخ ماشاء اللہ کیا فلاسفی ہے۔ ایسے ہی طبعی مسائل بیان کرنے کے لئے وید الہام ہوئے ہیں کسی احمق سے بھی پوچھیگا تو نہیں کہیگا کہ ایک عنصر جبتک کہ کیفیات اربعہ حرارت۔ یبوست۔ برودت۔ رطوبت میں دوسرے سے مشترک نہو۔ اوسکی طرف مستحیل ہو نہیں سکتا۔ آگ اور ہوا حرارت میں پانی اور خاک برودت میں۔ پھر آگ اور خاک یبوست میں۔ ہوا اور پانی رطوبت میں مشترک ہیں برخلاف پانی اور آگ کے کسی کیفیت میں بھی اشتراک نہیں۔ پانی بارد رطب۔ آگ۔ حار۔ یابس نہ پانی مستحیل ہوکر آگ ہوسکتا ہی نہ آگ پانی۔ ہاں انہیں سے ایکسا اول ہوا ہوجائے اور پھر دوسرے عنصر کی طرف مستحیل ہوجائے تو ممکن۔ دیانندجی اگر کسی کیمسٹری کے طالب العلم سے بھی پوچھ لیتے تو اپنے الہامی بزرگوں کے چہرہ پر اس فلسفہ جہالت کا داغ نہ لگنے کوئی تاویل کردیتی اب تمام آریہ فلاسفر اس مسئلہ کو حل کردیں۔

پھر دوسرے مقام پر آپ ہی اپنی مسلم کتاب سے یہ رقم فرماتے ہیں صفحہ ۱۵ قولہ۔

پیدایش کائنات سے پہلے است (غیر محسوس حالت تھی) یعنی شونیہ اکاش بھی نہیں تھا کیونکہ اسوقت اسکا کچھ کاروبار نہ تھا اسوقت ست (پرکرتی) یعنی کائنات کی غیر محسوس علت جسکو ست کہتے ہیں وہ بھی نہ تھی اور نہ پرمانو (ذرے) تھے وراٹ (کائنات) میں جو اکاس دوسرے درجہ پر آتا ہی وہ بھی نہ تھا بلکہ اسوقت صرف (پر برہم کی سامرتھ (قدرت) تھی الخ رگوید اشٹک ۸ ادھیائے ۷ ورگ ۱۷ منترا)

جب کائنات میں اکاش دوسرے درجہ پر ہے تو سب سے اول اسکا بنانا اور بناکر ناغلط ہوگیا پھر اسقدر کلام میں کسقدر اصول آریہ کے خلاف باتیں ہیں اول مادہ کو جو قدیم

کہا جاتا ہے اور جیو کو بھی دیانند جی نے انادی مانا ہے وہ سب غلط ہو گیا کسلئے کہ جب یہ کچھ بھی نہ تھا تو مسبوق بالعدم ہو گئے اور مسبوق بالعدم ہی کو حادث کہتے ہیں جو اسلام کا دعوی ہے خلق کل شیٔ اور حدیث صحیح ہے کان اللہ ولم یکن معہ شی کہ اللہ ہی تھا اور اسکے ساتھ اور کوئی چیز نہ تھی۔

پھر دیانند جی صہ ۷۹ فرماتے ہیں **قولہ** ایشور پہلے زمین کو پیدا کرتا ہے اور پھر اسکی قدرت سے جیو بھی جسم اختیار کرتا ہے۔ اب اس پہلے کے معنی دیانند جی ہی بتائیں یہ کہنا کہ جیو سے پہلے بغیر سند معتبر نہو گا۔

تنبیہ

آریہ واعظوں نے الہام مذکورہ بالا رٹ رکھا ہے میدان مناظرہ میں وید کے الہامی ہونے کا دعوی کر دیا کرتے ہیں اور لطف یہ کہ مقابل سے الہام کی تعریف پوچھا کرتے ہیں اور جب علم مناظرہ کا ماہر حیلہ بار ثبوت سے سبکدوشی حاصل کرنے کے لئے یہ بار بھی انہیں پر ڈالدیتا ہے تو یہ مطبوعہ عبارت جو الہام کی بابت سنا رکھی ہے پڑھ دیتے ہیں اور جب دلائل طلب کئے جاتے ہیں تو ویشیشک درشن[الف] ادھیاے ۱ سوتر ۳۔ ویشیشک درشن ادھیاے ۱۰ سوتر ۱۰ نیاے درشن ادھیاے ۲۔ مصنفہ گوتم رشی

الف یہ کتاب کسی رشی کی تصنیف ہے جو ہندؤوں کے نزدیک مسلم ہے۔ اور لوگوں کے نزدیک اول تو اسمیں رگوید۔ یجروید۔ شام وید اتھرو وید کا ذکر تک نہیں اور مطلق وید یعنی علم مفید مراد نہیں اسکا مصنف کہتا ہے کہ تمام مخلوق خدا کے جسم سے نکلی ہے اسی طرح وید بھی ہنود عموماً اور آریہ خصوصاً مخلوق کو خدا کے جسم سے پیدا ہونا مانتے ہیں اور انسانی مکتی (نجات) بھی اونکے نزدیک یہ ہے کہ انسان پھر اسمیں ملجائے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ ہر چیز کے اندر ہے۔ ان باتوں سے خدا پاک کا مجسم اور محدود ہونا ثابت ہوتا ہے پھر مسلمانوں کو اسلامی استوی علی العرش ید اللہ وجہ اللہ سے کیوں اعتراض کیا کرتے ہیں حالانکہ جمہور اہل اسلام ان آیات کو متشابہات میں سے کہتے ہیں جنکو معنی لفظی اور حقیقی مراد نہیں بلکہ استعارہ ہے پھر ایک مصنف کا قول مسلمانوں کو مقابلہ میں کیا؟

وہ کہتا ہی کہ جس طرح کسی دوا کی تاثیر دور نہیں ہوتی اسی طرح کسی منتر کی[1] تاثیر دور نہیں ہوتی۔ سانکہ فلاسفی کے رشی کپل ادہیا ۵۔ سوتر ۴۶ وہ کہتے ہیں کہ وید کسی انسان کا کلام نہیں بلکہ وہ ایشور کا گیان ہونے کے سبب سوتہہ پرمان ہے۔ ویدانت فلاسفی کے مصنف ویاس ادہیائے ۱۔ سوتر ۳ میں وید کو ایشر کی ہستی پر دلیل لاتے ہیں[2]

پنڈت جی چونکہ علم مناظرہ سے نابلد ہوتے ہیں انہیں یہ بھی تمیز نہیں کہ مقابل کے سامنے نقلی دلائل وہ ہونی چاہئیں جنکو وہ بھی مانتے ہوں ورنہ مسلمان قران کے برحق ہونے پر امام رازی غزالی وغیرہ کے اقوال پیش کر سکتے ہیں۔

عقلی دلیل پنڈت جی یہ پیش کیا کرتے ہیں کہ خدا کا کوئی کام ایسا نہیں ہوتا کہ جس کو تبدیل کرنیکا موقع آتا ہو جیسا کہ سورج نہ بدلا ہی نہ بدلیگا۔ پس ایسا کلام بجز ویدوں کے اور کوئی ہے نہیں۔

کیا کہنے ہیں۔ اول تو مقدمات میں ترتیب نہیں جنسے نتیجہ برآمد ہو سکے۔ کیا یہ دلیل اس قسم کی نہیں کہ گنگا جمنا کبھی خشک نہیں ہوتی جس سے لازم آیا کہ فلاں مہاجن ہمیشہ کا دولتمند ہے کہ اسکی دولت بھی کبھی کم ہوئی نہ ہوگی۔ دوم مقدمات بھی مخدوش۔ خدا کے سینکڑوں کام ایسے ہیں کہ جنکو خود خدا ہی منسوخ کر دیتا ہے۔ آندہی چلاتا ہے۔ یہ اسی کا کام ہے۔ پھر آپ ہی اسکو بند کر دیتا ہی۔ گرمی کا موسم پیدا کرتا ہی پھر آپ ہی سردی سے اسکو منسوخ کر دیتا ہی۔ بارش برساتا ہی پھر آپ ہی اسکو منسوخ کر دیتا ہے۔ دن پیدا کرتا ہے

---

[1] بہتیرے بچھو سانپ کے ایسے جہاڑے منتر ہیں کہ انکی تاثیر کے ہزارہا لوگ قائل ہیں پھر کیا وہ بھی کلام الہی ہیں اور انمیں چاروں ویدوں کا ذکر تک بھی نہیں ۱۲ منہ

[2] وید سے مراد علم وادراک ہی ورنہ رگوید وغیرہ جیسی کتابیں بلکہ ان سے بھی حمدہ تو بعد کے رشیون نے بنا ڈالیں جیسا کہ اوپنشید اور ویدانت شاستر ۔ اور احکام کے لحاظ سے منوسمرتی وغیرہ یہی یعنی ویاس کے کلام کے نہ ہو سکتے ہیں ورنہ ناستک کے مقابلہ میں وجود ایشور کے لئے یہ چاروں کتابیں کچھ بھی دلیل نہیں بلکہ ایک طفلانہ بات ہے ۱۲ منہ

پھر آپ ہی اسکو رات کیساتھ منسوخ کر ڈالتا ہے۔ انسان اور اوسکے اقبال کو پیدا کرتا ہے آپ ہی اسکو مٹا ڈالتا ہے یہ اسکے تصرفات ہیں اور یہی اسکے وجود کے بڑے دلائل ہیں نہ کوئی پوتھی پستک۔ پھر یہ کہنا کہ وید کے سوا ئے اور کوئی کتاب ایسی نہیں کہ جس میں تبدل و تغیر نہ ہوا ہو یہ بھی غلط ہر آسمانی کتاب کے مدعی ایسا ہی دعوی کرتی ہیں اور قران یقیناً ایسا ہی ہے۔ اسکے بعض عملی فرعی احکام کی تعمیل موقت ہونیکے سبب اوس کلام میں تبدل و تغیر ثابت کرنا معترض کی کوتاہ فہمی ہے قران جس طرح سے نازل ہوا آجتک اوسمیں ایک زیر زبر کی بھی تبدیلی نہیں ہوئی نہ ہوگی (انشاءاللہ) بخلاف ویدوں کے کہ اول وہ زیادہ تھے پھر کم رہ گئے جیسا کہ اوپر گذر ا ہے۔

پھر کہنا کہ وید کے سوا اور کسی کتاب نے الہامی ہونیکا دعوی نہیں کیا غلط غلط غلط ویدنے کسی ایک جگہہ بھی الہامی ہونیکا دعوی نہیں کیا۔ برخلاف قران مجید کے کہ اسنے متعدد جگہہ دعوی کیا ہے۔

مناظر اسلام کو لازم ہے جبکہ لالہ صاحب ویدوں کے الہامی ہونے کے مدعی بنکر کھڑے ہوں اول تو الہام کے اندر جو من گھڑت قیدیں لگائی ہیں اون پر دلیل کا مطالبہ کرے پھر ان قیود کو تسلیم بھی کرے تو اس تعریف کا ویدوں پر انطباق دریافت کرے کس لئے کہ ان قیود کی بموجب بھی وید الہامی نہیں ٹھہر سکتے۔ مثلاً سب سے اول ابتدائے آفرینش کی قید ہے اور ویدون کے منتروں سے دیانندی ترجمہ کے مطابق بھی یہ ثابت ہورہا ہے کہ ویدون سے پہلے بھی ایک زمانہ تھا جسمیں جوگی اور دانا پنڈت ہوگذرے ہیں۔ اور پھر دلیل کا مطالبہ کرے اور پھر دلیل میں اپنی مسلم کتابوں کا پیش کرنا فضول ثابت کردیا جائے تو آریہ مناظر کو ویدوں کے الہامی ہونیکی حقیقت معلوم ہو جائیگی تب تو وہ جھٹ پٹ اوس مطبوعہ عبارت کو اور خانگی حوالوں کو جو پیش کیا کرتے ہیں ہرگز پیش نہ کریں اور اپنی اس بیجا دلیری پر عقلا میں بہت ہی شرمندہ ہوجائیں۔

دیانندجی نے تاویلات کرکے اپنے ہندو بھائیوں کو دبالیا مگر ہمارے سامنے ذرا سوچ سمجھکر میدان میں آیا کریں۔

یہ تمام پنڈتوں کے نزدیک مسلم ہے کہ ویدوں میں بے گنت دیوتاؤنکی پرستش ہے جن میں عناصر کواکب چاند اور سورج بھی شامل ہیں ابتدا میں وہ انہیں کو کارساز حقیقی جانتے تھے مگر جب خیالات میں بیرونی ملکوں کے اشخاص کی کچھ روشنی پیدا ہوئی تو خدا کا نام بھی لینے لگے۔ اوروں کی پرستش کو خدا کے تقرب کا ذریعہ سمجھنے لگے۔ جب سے وید اور شاستر بنے ہیں اسوقت سے ابتک یہی اعتقاد رہا اور اب بھی ہے مگر دیانندجی نے جس طرح اپنی مسلم کتابونکی لغویت اور فحش گوئی کو تاویلات کے ذریعہ سے مٹانا چاہا۔ اسی طرح دیوتاؤں کی پرستش کی بھی تاویل کرنی پڑی اور تاویل ہی خود ایسے گرداب میں پھنسے کہ کبھی کچھ اور کبھی کچھ فرمانے لگے اور آخرکار ہیر پھیر کر دیوتا پرستی کا اقرار ہی کرنا پڑا مگر دبی زبان سے۔

(۱) ہم اس اقرار کو دکھاتے ہیں صفحہ ۶۴ میں جہاں کہ ویدوں کے مطابق دہرم کا بیان شروع کیا ہے اور رگوید اشٹک ۸ ادہیاے ۸ ورگ ۴۹ منتر ۲ سے ہیر پھیر کر ترجمہ کیا ہے اسکے چند جملے یہ ہیں **قولہ** جس طرح زمانہ قدیم کے دیو یعنی صاحب علم و معرفت راستی شعار طرفداری و تعصب سے خالی الخ تمہارے بزرگ تمام علوم میں ماہر اور لائق و فائق گذر چکے ہیں۔ یہاں دیو کے معنی صاحب علم و معرفت (اگلے بزرگ جو گذر چکے ہیں) کئے ہیں۔ یاد رکھئے اسبات کا اقرار ہے کہ رگوید سے پہلے صاحب علم و معرفت لوگ گذر چکے ہیں۔ پھر ابتداء عالم میں الہام ہونیکا دعویٰ۔

صفحہ ۴ جہاں کوئی خاص دیوتا یا مضمون نظر نہ آتا ہو وہاں یگیہ کو دیوتا سمجھنا چاہئے[1]

[1] سوامی جی نے یگیہ کے معنی رگوید کے پہلے منتر کی تفسیر میں یہ لکھے ہیں (۱) اگنی ہوتر (ہوم) (۲) پرکرتی (مادہ کی حالت اولین) زمین سے لیکر تمام کائنات تک (۳) سنگ (نیک صحبت) ۱۲ منہ

یعنی ویدوں میں جہاں کہیں منتروں کے دیوتا کی تشریح نہ ہو تو وہاں یگیہ کو یعنی ہون
آگ جلانے والی اور تمام مخلوق کو دیوتا سمجھنا چاہئے۔ پھر فرماتے ہیں ص ۴۱ قولہ
کسی چیز کو اپنے ملک سے خارج کرکے دوسرے کی ملکیت میں دینا دان کہلاتا ہے
دیپن پرکاش (یا روشن کرنیوالا۔ دیوتن فصیح بیان کرنیوالا۔ اسلئے دان سے ایشور
عالم اور انسان بھی دیوتا اور دیپن سے سورج وغیرہ اور دیوتن سے ماں باپ استاد
اور مسافر بھی دیوتا ہیں۔ دیو سورج کی کرنیں یعنی دیوتا کا اطلاق ماخذ اشتقاق کے لحاظ
سے مذکورہ بالا اشیاء پر ہوسکتا ہے قولہ ص ۴۲ اس پرمیشور کو جو پہلے سے
مددگار موجود ہے دیو نہیں پا سکتے یجروید ادھیائے ۴۰۔ منتر ۴۔ اس منتر میں دیو سے
من (دل) اور کان وغیرہ پانچ اندریاں (قوائے احساس) مراد ہیں۔
قولہ ص ۴۲۔ جسے دیو کہتے ہیں وہی دیوتا کہلاتا ہے۔
قولہ ص ۴۳۔ جو تینتیس دیوتا یگیہ میں قایم (کار آمد) ہوتے ہیں وہ بذریعہ اگنی
دوت (قاصد حرارت) اپنا اپنا بھاگ (حصہ) لیکر ہمیں دگنا پھل (نتیجہ) دیں۔
رگوید کے شروع منتر میں جو یہہ کہا ہے میں اگنی دیوتا کی جو ہوم کا بڑا گرو کارکن
اور دیوتاؤں کو نذریں پہونچانیوالا اور بڑا ثروت والا ہے استت (مدح) کرتا ہوں۔
اس سے تاویل کرکے ایشور مراد لینے کی اب دیانند جی کو بھی کیا ضرورت باقی رہی
اور اب تو یقین ہو گیا کہ اگنی جسکو دیانند جی نے قاصد حرارت لکھا ہے بڑا دیوتا ہے اور وہ
اپنا حصہ لیکر ہنود کی نذریں اور دیوتاؤں کو پہونچایا کرتا ہے۔ اب اس پہونچانے کی یہہ
تاویل کرنا کہ آگ کے ذریعہ سے ہون کی چیزوں کے انجرات فضاء میں پہونچتے ہیں اور
بادل بنکر برستے ہیں جو پوجاری کے لئے بڑا فائدہ ہے) محض بے تکی بات ہے سیر آدہ
سیر کیا منوں گھی وغیرہ پھونک ڈالے نہ ان سے ابر بنتا ہے نہ عمدہ پانی برستا ہے۔
جب چاہو تجربہ کر دیکھو۔ پھر خود ہی دیانند جی سوال و جواب کے پیرایہ میں اقرار کرتے

ہیں صہ ۲۶ قولہ - سوال - ویدوں میں جڑ (غیر ذی شعور) اور چیتن (ذی شعور) دونوں کی پوجا ہے -

جواب - ایشور نے ہر چیز میں قدرت رکھی ہے الخ اسی طرح آگ وغیرہ میں بھی جسقدر چیزوں کو روشن کرنیکا گن یا تجربات علمی کی کار آمد باتیں ہیں استنے حصہ میں اسکو دیوتا مانا جائے تو کچھ بھی حرج نہیں ۵

بعد مدت کے ہوا وعدہ خلافی کا مقر + کھلگیا قفل دہن یار کا جھوٹا ہوکر

کس اینچ پیچ اگر- مگر کے بعد دیانندجی نے آگ کو دیوتا مانا ہے -

اور نیز اس سوال اور اسکے جواب سے صاف اقرار ہی کہ ویدوں میں جڑ اور غیر جڑ اشیار کی پوجا پرستش ضرور ہی اب اسکی کوی وجہ ہو ہوا کرے -

اب ہم ایسے دیوتا پرست قوم کی بابت دیانند سرتی جی ہی سے فتوی پوچھتے ہیں -

قولہ صہ ۲۶ - آتما (پرمیشور) کی اپاسنا (عبادت) کرنی چاہئے اور جو پرمیشر کو چھوڑکر- اور کی اپاسنا کرتا ہے اسکو کہدینا چاہئے کہ تو دُکھ میں پڑکر روئے گا -

مگر دیانندجی کی مسلم کتاب تتریہ اُپ نشد پرپاٹھک ۷ انوواک ۱۱ میں پانچ دیوتاؤں کی پوجا ہر انسان پر واجب بتائی ہے صہ ۴۸ ادے بھاشیہ بھومکا -

مہاراج دیانندجی برائے مہربانی ویدوں اُپ نشیدوں میں سے دو ایک ہی منتر کا لفظی ترجمہ کرکے بتادیں کہ ایشور کے سوا اور کی اپاسنا (عبادت) کرنیوالے کے لئے یہ سزا آئی ہے - جب یہ بھی نہیں تو دیانندجی کہاتک تاویلات کرکے مشرکوں کو موحد بنائینگے اور عجب تر یہ ہے کہ آپ ہی آتش پرستی کے مروج جابجا ہون کی تعریف اور اسکی تاکید اور اس سے جو انجرات اوٹھتے ہیں انسے کیا کیا مینہ برسوائے اور کیا کیا نباتات پیدا کرائے مگر اسقدر گھی جلانے پر دہ سوم بوٹی پیدا نہیں ہوئی جس کو اکسیر البدن اور کبھی سونا بنانے کی بوٹی بتایا ہے -

پنڈت جی بھی شیخ چلی سے کم نہیں ویدوں میں جو کہیں دہوئیں اور ابخرات اور بجلی کا ذکر آگیا ہے تو مہاراج نے ریلگاڑی اور تار برقی اور برقی قوت سے چلنے والی عمدہ عمدہ مشینیں بھی بنا ڈالیں اور غبارہ میں بیٹھکر عالم افلاک کی بھی خوب سیر کی۔ ہندوستان کی سرزمین بھی عجب سرزمین ہے خوش اعتقادی ان پر ختم ہے۔ سیکڑوں انگریزی فارسی پڑہے ہوئے بابو لوگ مہاراج کی باتوں پر آمنا صدقنا کہنے لگے۔ اب ہم پنڈت جی کے ادن پنجگانہ فرائض کو دیکھتے ہیں جو مہاراج نے ویدوں کی ترمیم کے بعد بہت سی تاویلات کے ذریعہ سے صاف کر کے آریہ دہرم پر فرض کئے ہیں۔

قول لکھا ہر صں ۱۵۶۔ ان پانچ یگیوں کا روزمرہ کرنا ہر انسان کا فرض ہے ان میں سے اول برہم یگیہ کا یہ طریق ہے کہ ویدوں (چار ویدوں) کو انگے انگوں سمیت باقاعدہ پڑہنا اور پڑہانا چاہئے۔ پھر اسی کتاب کے حاشیہ میں انگونکی یہ تشریح ہے۔ انگوں سے مراد وہ چھ علوم ہیں جو وید کے دقیق مضمون کی تشریح کرتے ہیں ان کے نام یہ ہیں (۱) شکشا (علم قرات) (۲) کلپ (سنسکاروں یعنی رسوم کے متعلق ہدایتیں اور ہر سنسکار کے متعلق وید کے منتروں کا انتخاب (۳) چھند (علم عروض) (۴) دیاکرن (صرف و نحو) (۵) نرکت (علم لغت) (۶) جیوتش (علم ہندسہ و ہیئت جس میں ریاضی کی تمام شاخیں حساب مساحت اقلیدس اور جبر مقابلہ علم طبقات ارض جیولوجی اور جغرافیہ بھی شامل ہیں۔ (مترجم)

اعتراضات

اول تو ہر انسان میں جملہ افراد بنی آدم شامل ہیں مرد۔ عورت۔ بڈہا۔ جوان۔ بیمار۔ تندرست بادشاہ۔ رعیت۔ سپاہی۔ تاجر کار پیشہ وغیرہ۔ بھلا ہمیں کوئی سمجھا تو دے کہ چاروں ویدوں کا معہ ان جملہ علوم کے کہ جنکا جیوتش کی تشریح میں

مترجم نے نتیجے میں اگر بیان فرمایا ہی کون شخص پڑہ اور پڑہا سکتا ہی کیا مہاراج کی بیوی بھی ان علوم کا درس دیتی ہیں یا اور کسی آریہ کی بیوی دیا کرتی ہے تو اس فرض کے ترک کرنے سے مہاراج سوامی جی کے نزدیک سب بالخصوص تمام نہیں۔ اکثر آریہ گناہگار اور پاپی ہوتے ہیں جسکی سزا اگلے جنم میں دیکھئے کیا پاتے ہیں روزمرہ درس و تدریس علوم مذکورہ بالا کا تو خود دیانند جی سے بھی نہ ہوا ہوگا۔

دیانند جی کی مت پر کوئی چلے تو دنیا ترک کر بیٹھے اس لئے عقلاء نے کہا ہی کہ یہہ مذہب دس منٹ کے لئے بھی سلطنت کا مذہب نہیں ہو سکتا نہ کوئی تاجر اور کار پیشہ اسکو اختیار کر سکتا ہی نہ کوئی دہرما تما برہمن ہی اسکی پابندی کر سکتا ہی اور ایسا حکم خداوند عالم کا ہو نہیں سکتا۔

(۲) جیوتش اور جغرافیہ اور جیالوجی پڑہنا نہ معلوم کس وجہ سے ایشور کی اپاسنا ہو سکتا ہی اسلئے کہ وہ انکا خالق ہے سو یہ بات تو بغیر اسکے بھی سمجھہ سکتا ہی۔

(۳) جبکہ ہر انسان وید کو سمجھہ نہیں سکتا نہ ایک مدت مدید صرف کئے بغیر اسکے تلفظ کو ادا کر سکتا ہے بلکہ تمام ہندوستان کے ہندوؤں میں سے شاید معہ وہ سے چند پنڈت ہی وید کو سمجھہ سکتے ہوں گے۔ اور وہ بھی آریہ اور نہ سناتن دہرم کے پنڈت قوم ان کے معنی جانتے ہی نہیں پھر ایسی عبادت کا حکم دینا فضول اور تکلیف مالا یطاق ہی۔

(۴) مترجم صاحب کے علم و فضل کے بھی کیا کہنے ہیں جیالوجی اور جغرافیہ کو علم ریاضی یا اسکی شاخ کہنا جہل مرکب ہی۔ مہاراج کو یہ بھی معلوم نہیں کہ علم ریاضی کیا ہی اور اسکا موضوع کیا ہی۔ جیوتش صرف علم نجوم کا نام ہے جس سے شاید دیانند جی واقف نہوں گے پھر یہ فریضہ کیونکر ادا کر سکتے تھے جغرافیہ سے بے بہرہ تھے۔

دوسرا فرض

مہرشی جی نے اگن ہوتر بیان فرمایا ہے اور یجروید ادہیاے ۳ منتر ا کا حوالہ دیا ہے

پہلے فرض کا حوالہ وید سے آپکو نہ ملا ہوگا۔
پھر کئی منتروں کے حوالہ سے اگنی ہوتر کا بیان لکھا ہی اور وہ یہ کیا آگ جلا کر خوشبودار چیزیں اسپر ڈالی جائیں اور گھی بھی جو وہ آگ کے ذریعہ سے دیوتاؤں کو پہونچتا ہے۔ دیانندجی کہتے ہیں اوس سے ابر بنتا ہی اور ابر بنکر برستا ہی۔ دیوتاؤں کو پہونچتا ہی اور اگنی ہوتر کے وقت جو کچھ پڑہا جاتا ہے وہ عبارت ذیل میں ہی قولہٗ اس طرح اگنی ہوترا اور ایشور کی اپاسنا کرتے ہوئے ہم سو ھاتھوں یعنی سو برسوں تک پھلیں پھولیں اور اس طرح عمل کرتے ہوئے ہمیں کبھی ضرر نہ پہونچے۔ اتھرو وید کانڈ ۱۹-انوواک ۷-منتر ۲ صہ ۱۵۷۔
لیجئے اب تو ویدوں سے اگنی کی اپاسنا ایسی ہی ثابت ہوئی جیساکہ ایشر کی۔ کیونکہ اگنی ہوترا اور ایشر کی اپاسنا کرتے ہوئے کہا گیا ہے پہلے اگنی اور بعد میں ایشر۔ اب بھی ویدوں میں عناصر پرستی ہونیکا دیانندجی انکار کر سکتے ہیں۔
پھر اگنی ہوتر کرنے والے کا سو برس تک جینا اور کوئی ضرر نہ پہونچنا اور پھلنا پھولنا معلوم اب بھی معلوم ہوا کہ ویدوں میں جھوٹی باتیں ہیں اور ایشر اگنی اور ایشر کی اپاسنا کرنا ہے۔ اس سے اب تو یقین آیا کہ وید ایشر کا کلام نہیں بلکہ رشیوں کا جو عناصر پرست تھی یہ تھی وہ دوسری عبادت۔ جس کی کوئی بھی فلاسفی بیان نہیں ہو سکتی۔

تیسرا فرض پترِ یگیہ ہے

اسکی دیانندجی یوں تشریح کرتے ہیں۔ پتر یگیہ کی دو قسمیں ہیں ایک کو ترپن دوسرے کو شرادہ کہتے ہیں۔ ترپن وہ فعل ہے جسکے ذریعہ سے عالموں۔ فاضلوں۔ رشیوں اور بزرگوں کو سکھی اور ترپت (سیر) کیا جاتا ہے اور شرادہ اُنکی شردھا یعنی صدقدل سے خدمت و تواضع کرنے کو کہتے ہیں۔ یہ فعل زندہ عالموں کے ائے حوزوں ہے نہ کہ

مُردوں کے لئے۔

پھر آگے دیوترپن - رشی ترپن - پتری ترپن کا بیان اور منتر جو پڑہے جاتے ہیں انکی تشریح ہے اور یہہ کیا ہوتا ہی - آگ جلاکر اسپر کڑچھیوں میں لیکر گھی - صندل وغیرہ چیزیں ڈالی جاتی ہیں اور یہ منتر پڑہے جاتے ہیں جنکا ترجمہ دیانندجی نے یہ کیا ہی -

ہماری حفاظت کرنیوالے ہمارے ہاں رونق افروز ہوں اور ان سے ہم یہ عرض کریں کہ اے پترو آپ تشریف لائے ہماری نذر و نیاز کو قبول فرمائے آپکا سایۂ عاطفت ہمپر ہمیشہ رہے الخ اور ہمکو سکھہ کا چشمہ عطا کیجئے اور ہمارے پاپ دور کرکے الخ پاک کیجئے

یجروید ادہیائے ۱۹ منتر ۱۵۵ - منتر ۵۷ کے بعض جملہ یہ ہیں -

واجب التعظیم پتر ہماری التجا قبول فرماکر نہایت دلکش خوشنما اور عمدہ عمدہ آرائشوں سے مزین اور طبیعت کو فرحت بخشنے والے آسنوں پر بیٹھیں -

ہندوؤں میں ہمیشہ سے یہ عمل مُردوں کے لئے کیا جاتا ہی وہ انکی روحوں کو ملاکر حلوا مانڈا کھلاتے اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں اور شرادھ کا بھی ایک لڈو وغیرہ بناکر پوجاری برہمن - مرے ہوئے رشتہ دار کے پاس پہونچانے کا بندوبست کیا کرتا ہی اور اسی بنا پر ہندو پیپل کی جڑ میں ایک کورے گھڑے پر دوسرا کورا گھڑا پانی بھر کر رکھتے ہیں اور اوپر کے گھڑے میں سوراخ کرکے بتی کے ذریعہ سے نیچے کے گھڑے میں پانی ٹپکاتے ہیں اور یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ یہ پانی مُردہ کو پہونچتا ہی -

ف - جاہل مسلمانوں نے بھی ایصال ثواب کے مسئلہ کو انہیں کے رنگ میں رنگا ہے مگر دیانندجی کہتے ہیں یہ عمل زندہ لوگوں کے لئے کیا جاتا ہی مگر دبی زبان سے موزون کہہ گئے ہیں اور منتروں کے ترجمہ میں عجیب تحریف کرتے گئے ہیں مگر کہانتک آخر اصلی بات جھلک ہی پڑتی ہی چنانچہ ص ۱۶۱ میں پتری ترپن کے ثبوت میں یجروید ادہیائے منتر ۴۴ کا یوں ترجمہ فرماتے ہیں تم لوگ میرے باپ دادا وغیرہ بزرگوں اور نیز

آچاریہ (ادستاد) وغیرہ کو خدمت و تواضع سے خوش کرد۔
اگر ایشر کا کلام ویدہی تو اسکے باپ دادا کون تھے۔ آریہ ہی بتائیں اور جب وید قدیم اور شروع زمانہ میں بنے ہیں تو اوسوقت باپ دادا کہاں تھے۔ ہمیں اس منتر سے یہ ثابت کرنا ہی کہ موجودہ بزرگ مراد نہیں بلکہ مرے ہوئے کس لئے کہ باپ دادا ہر ایک انسانکے زندہ موجو نہیں ہوتے اور جو ہوتے بھی ہوں تو نہ وہ آگ عمدہ لباس سے مزین آسنوں پر بیٹھے ہیں نہ وہ پاپ دور کرسکتے ہیں پتر کے ساتھ آچاریہ بھی موجود ہے جس لئے وہ آچاریہ سے دوسرے لوگ مراد ہیں۔
کیوں مہاراج یہ پتر پرستی نہیں تو اور کیا ہی؟ اور روزمرہ یہ عمل بھی کون کرتا ہی پھر ص ۱۶۲ میں یجروید ادھیائے ۱۹ کے ۳۳۔ منتر کا پتر پرستی کرتے وقت پڑہنے کے لئے یہ ترجمہ کرتے ہیں۔ قولہ اسے پتر (بزرگوار) آپ انسانوں کو علم کے زیور سے آراستہ کیجئے اور یہ پھولوں کی مالا پہنے ہوی جوان برہمچاری کو پڑہانے کے لئے اپنی خدمت میں قبول کیجئے۔
کیا ہر انسان کے پتر انسانوں کو علم کے زیور سے آراستہ کرتے ہیں اور اک پھولوں کی مالا پہنے ہوے برہمچاری کو پڑہاتے ہیں؟ ابتو ثابت ہوا کہ ارواح سے مدد مانگی جاتی ہی۔

چوتھا فرض

بلی ویشور دیو یگیہ ہے جس کی تفسیر پنڈت جی یہ کرتے ہیں قولہ ص ۱۶۶ گھر میں جو کھانا پکا ہوا اوس میں سے نمکین اور ترش چیز کو چھوڑکر باقی اشیاء سے بلی ایشور داکرنا چاہئے برا ہمن وغیرہ گرہستی جو چیز گھر میں بنی ہو اوس سے چولہے کی آگ میں عمدہ گن پیدا کرنے کے لئے ہوم کرے یعنی اسکو آگ پر جلائے تاکہ دیوتا کی روح اوسکو کھاکر پرسند (خوش ہو) پھر آگے چلکر وہ منتر لکھے ہیں جو اوسوقت پڑہے جاتے ہیں جنمیں آگ وغیرہ کی تعریف

دیانندجی آگ کو ایشر بتلاتے ہیں اور وشیو دیوا سے مراد علام صفات یا تمام عالم لوگ مراد ہیں فرمائے اب بھی ارواح غیر ایشر کی پرستش میں کوئی شبہہ ہے۔

بھلا جسکو اتنے لذیذ کھانے نصیب نہوں وہ غریب کسکے گھر سے لاکر چولہے میں ڈالا کرے

دان عبادت۔ اِس ہوم کے بعد تہتہ شرادہ یعنی پنڈتوں کی ضیافت کا ارشاد ہے اور سولہ منتر پڑہنے کا حکم ہے جن میں دنیا بھر کی چیزوں کے لئے نمنہ یعنی سلام کرنا طاعت کرنا ہے۔

پانچواں فرض

آتتھی یگیہ ہے جسکی تفسیر پنڈت جی یہ کرتے ہیں قول جہاں اتھیوں (جسکو عوام آیتت ساد ہو سنت کہتے ہیں) کی خدمت و تواضع بدل وجان کیجاتی ہے وہاں ہر قسم کا سکہ رہتا ہے۔ اَتتھی اُنہیں کہتے ہیں جو تمام علوم میں ماہر دنیا کی بھلائی کرنے والے جو اسکو ضبط میں رکھنے والے دہرم پر چلنے والے راست گفتار۔ مکر و فریب وغیرہ عیبوں سے پاک۔ اور ہمیشہ جگہہ بہ جگہہ پھرنیوالے ہوں۔ ص ۱۷۰ اول تو ایسے اتتھی ہیں کہاں اور جب انکا کوئی وقت ہی مقرر نہیں تو ہر روز ہر انسان اس فریضہ کو کیونکر ادا کر سکتا ہے (۲) اتتھی ہیں جو پنڈت جی نے یہ قیدیں لگائی ہیں اسکا ثبوت کسی منتر سے دینا چاہئے تھا ورنہ بیچارے بھکاری ساد ہوؤں کی بھی کیوں راہ ماری نہ نومن تیل ہوگا نہ رادہا جی ناچینگی۔ مشہور مثل ہے صرف جملہ علوم کے ماہر ہونے ہی

ا۔ یتھہ تاریخ اتتھی جو مقرر تاریخ پر نہ آتے ہوں اتفاقاً تو بنا لئے بہوت رہائے آنکلیں تو گھر والا ۔ کی تعظیم کرے۔ پاؤں پر سجدہ کرے اور عمدہ جگہہ بٹھائے اور جو وہ کہے کرے جو مانگے حاضر کرے۔ عورت کی خواہش ہو تو بذریعہ نیوگ اوس با خدا کا دل خوش کیا جائے

کی ایک ایسی قید ہے کہ جسکے بموجب خود دیانند جی بھی اتھتی نہیں ہو سکتے سینکڑوں علوم سے قطعًا ناواقف تھے۔ گھڑی سازی وغیرہ سینکڑوں علم نہیں جانتے تھے۔

ہیں کوئی آریہ صاحب ایک بھی ایسا اتھتی دکھادیں تو من مانا انعام لیں۔

یہ تھے وہ پانچ فرائض جو ہر روز ہر انسان پر واجب و فرض بتائے گئے ہیں اور مسلمانوں کی پنجگانہ نماز سے لیکر پنڈت جی نے بھی پانچ فرائض ہر روز بنا دکھائے۔

باقی

نہ طہارت فرض ہے نہ حرام و حلال اشیاء کی تفصیل ہے کہ ان سے بچنا لازم ہے نہ عقائد کی بابت کوئی فہرست ہے نہ اخلاق و تمدن کے مسائل ہیں نہ رسالت کا ذکر ہے نہ آنیوالی زندگی اور اسکے لئے عمدہ اسباب فراہم کرنیکا ذکر ہے سارا سرمایہ ہوم ہون ہے گھر پھونکو اور تماشا دیکھو۔ کیوں نہ ہو الہام کی ابتدائی مشق ہے۔

اب دیانند جی کی مستند و غیر مستند کتابوں کا بیان سنیئے

قولہ ص ۷۱ جو ایشور کی الہامی کتابیں ہیں وہ سوتہ پرمان یعنی مستند بالذات ماننی چاہئیں اور جو کتابیں کہ انسان کی بنائی ہوئی ہیں وہ پرتہ پرمان یعنی مستند ہونے کے لئے محتاج بالغیر ہیں چاروں وید الہامی ہیں۔ وید صرف منتر سنہتا میں ہیں اور وید کے براہمن (یعنی دوسرا حصہ) اور شاکھائیں انگ اور اپانگ مستند ہیں اور نیز وید کی ایکہزار ایکسو ستائیس شاکھائیں جو وید کی شرح ہیں جہانتک وید کے مطابق ہیں مستند ہیں یہی کیفیت وید کے چھہ انگوں کی ہے جنکے یہ نام ہیں شکشا (علم قرات) کلپ سوتر کا دستور العمل ہدایت نامہ ویاکرن صرف و نحو نرکت (علم لغت) چھند (علم عروض) جیوتش (علم ہیئت

ف۔ بازندی ازبان ہاں قربان گو پرمان کہتے ہیں ۱۲ منہ

(ہندسہ) اسکے علاوہ چار اُپ وید ہیں - آیرو وید (علم طب) اتھرو وید (فن جنگ) گاندھرو وید (علم موسیقی) آرتھہ وید (علم صنعت)۔

اب ان منہ زور پنڈت جی سے کون پوچھے کہ مہاراج آپ تو مستند اور غیر مستند کتابوں کا بیان کرنے بیٹھے تھے اس سے علم موسیقی و طب وغیرہ فنون کو جسکے حکماء موجد ہیں اور ہر زمانہ میں کمی و زیادتی ہوتی رہتی ہے - کیا تعلق مگر آپ کو تو علوم و فنون حکماء کا ذکر کر کے ویدونکی شان بڑہانا مقصود ہے - مہاراج کی طب جسمیں انسانوں کو گھوڑوں کا مصالح کالی مرچ لونگ وغیرہ تولوں دی جاتی ہے - یونانی اور پھر یورپین طب سے ایسی منسوخ ہوئی کہ پھر ابھرنے کی امید ہی نہیں رہی - اسی طرح آپکا دھنر وید جس میں گرز اور بان اور تیر کمان کے سوا کچھ نہیں جدید دھنر وید سے منسوخ ہو گیا جسمیں طرح طرح کی بندوقیں اور توپیں اور آتش فشاں اسلحہ اور فوجوں کے لڑانے کے قوانین ہیں یہی مٹی خراب آپکے ارتھہ وید کی ہوئی - ہندوستان کے چھکڑے اور حال کی ریل کا مقابلہ کر دیکھئے پھر اگر یہ فنون چاروں ویدوں سے تعلق رکھتے ہیں تو اب تو لو کہ ان کے ساتھہ وید بھی گئے گذرے اور تقویم پارینہ ہو گئے۔

اسکے بعد چھہ اپانگ اور بتلاتے ہیں (۱) جیمنی کا پوروہ میمانسا شاستر (۲) کناد کا ویشیشک شاستر جسپر گوتم نے شرح لکھی ہے - عرض جوہر کے بیان میں (۳) گوتم منی کا نیائے شاستر - منطق (۴) پتنجلی منی کا سیوگ شاستر (۵) کپل منی کا سانکھیہ شاستر تقویم کے فن میں (۶) ویاس جی کا ویدانت شاستر - اب یہ نہیں بتایا گیا کہ ان کتابوں کو ویدوں سے کیا تعلق ہے یا کس وید کے کس ادھیائے وغیرہ کی شرح یا اس سے مستفاد ہیں؟ کسی سے بھی نہیں۔

اور دس اُپ نشدوں کو بھی ۔ ویدوں سے اپانگ ہی میں داخل کیا ہے حالانکہ یہ بہت بعد پنڈتوں کے تصوف و اخلاق کے متعلق رسائل ہیں جنکو ویدوں سے کچھ بھی تعلق نہیں

اور اون کے یہ نام بتائے ہیں - ایش - کین - کٹھ - پرشن - منڈک - مانڈوکیہ تیتریہ - ایتریہ - چھانڈوگیہ - براہدارینک یہ ہی - پنڈت کی تمام کائنات مگر منوسمرتی تمام و کمال اور جملہ سمرتیاں اور شت پتھ - بھاگوت - گیتھا - جوگ بشسٹ اور کل پران اور مہابھارت وغیرہ سب آریوں کے نزدیک غیر مستند میں کیوں ؟ اسکا کوئی جواب نہیں اگر ہے تو یہ کہ مضامین غلط ناپاک فحش افسانہ ہیں - اگر چاروں وید بھی آپکے تاویلی معنی چھوڑکر ایسے ہی ہوں تو ان کو بھی نہ ماننا چاہئے -

اب ان کتابوں کو بھی ملاحظہ فرمائیے جو پنڈت جی کے مقبولہ شاستروں کے رد میں اسی زمانہ کے رشیوں نے لکھیں چنانچہ پورو میمانسا شاستر کی رد میں سندھو وغیرہ کتابیں لیشنک اور نیائے شاستر کے خلاف ترک سنگرہ سے لیکر جاگدیشی تک کتابیں -

اف آریہ صاحب ہمارے مقابلہ میں ان کتابوں کو پیش کیا کرتے ہیں ان کو شرم کرنی چاہئے جبکہ ہندوؤں ہی میں انکے رد کرنیوالے موجود ہو گئے تو ہمارے مقابلہ میں کیا سند ہو سکتی ہے - اسیطرح یوگ شاستر کے خلاف ہٹھ پردیپکا وغیرہ سانکہ شاستر کے خلاف سانکھہ تتو کومدی وغیرہ کتابیں اور ویدانت کی رد میں دیدانت سار - پنچ وشی - یوگ واشسٹھہ وغیرہ کتابیں -

اسکے علاوہ پنڈتوں نے وہ وہ دہرم کے پشنک بنائے ہیں کہ جنکے ذکر کرنے سے بھی شرم آتی ہی اور ایک دو نہیں سینکڑوں ہزاروں لوگ آج سے نہیں سینکڑوں ہزاروں برسوں سے ان کتابوں کو اپنا دہرم مانتے آئے ہیں - جیسا کہ تنتر کی کتابیں اسی طرح دام مارگیوں اور شاکتوں کی کتابیں ہیں -

چنانچہ کالی تنتر میں ہے کہ جن پانچ چیزوں کے اول میں م ہے ان کے استعمال سے

ف یہ لوگ عورتوں کو ننگا کرکے اس کے اندام نہانی کی پوجا کرتے ہیں - اسی طرح مرد کو ننگا کرکے اسکے عضو مخصوص کو عورتیں پوجتی ہیں - عورت کو درگا اور مرد کو بھیروں کہتے ہیں - مترجم رگوید ادے بھاشیہ بھومکا ۱۲ منہ -

مکتی ہوتی ہی اسکے سوا دوسرے طریق سے مکتی نہیں - مدیہ شراب - مانس گوشت) مین (مچھلی) مُدرا (گھوری پکوڑی یا اشارات مخفی) میتھن (زناکاری) پھر لکھا ہے شراب پیوے - پھر پیوے اور پھر پیوے یہانتک کہ زمین پر گر پڑے اور پھر اُٹھکر پیوے تو دوسرا جنم نہ ہووے (مہانرمان تنتر)

ایک ماں کو چھوڑکر باقی سب سے ہمبستر ہو اور عضو مخصوص کو عورت کے اندام نہانی میں داخل کرکے ہوشیاری سے منتر کو جپے (گیان سنکلنی تنتر) ماں کو بھی نہ چھوڑی (ماتنگی ودیا (۴-۱) رگوید ادے بہاشیہ بھومکا -

اب ایسے فرقے پیدا ہونا دلیل ہی اس بات کی کہ ویدوں میں حلال و حرام کوئی بات نہیں ورنہ ممکن نہ تھا کہ ویدستاں کے لوگ وید کو الہامی کتاب مان کر ایسی ایسی بیہودہ باتوں کے قائل ہوجائیں -

دیانند نے تاویلات کے ذریعہ سے زمین کو آسمان کرکے سناتن دھرم کے جملہ اصول و فروع کو نیست و نابود کردیا اور دھرم کا ایک نیا نقشہ دکھایا جس میں نہ اشنان ہی نہ زنار بندی ہے نہ بُت پرستی ہی نہ ہندوؤں کے تیرتھوں پر جانا ہی جس میں گوشت وغیرہ سب مباح ہے - ہندو یا مسلمان بلکہ حلال خور کے ہاتھ کی چیز کھانا بھی ممنوع نہیں

اسکے مقابلہ میں

سناتن دھرم کو ملاحظہ فرمائیے جس میں تینتیس کروڑ دیوتاؤں کی پرستش چار ذات کی پابندی منوسمرتی ان کے دھرم کی کتاب برہما بشن مہادیو کی پرستش اور ان کے سوا انکی بیویوں کی پرستش اور انکی مورتیں مندروں میں قائم کرکے انپر کھانا پانی چڑھانا وہ سوتے ہوں تو گھنٹیاں بجاکر جگانا گنگا جمنا میں نہانا اور دور و دراز تیرتھوں میں جاتر ا بنکر جانا اور بات بات میں برہمنوں کی بات پر چلنا غیر مذہب سے الگ رہنا - اسکی چھوئی چیز نہ کھانا گائے کے گوشت کو حرام جاننا سر پر چوٹی رکھنا - ماتھے پر پوجا اور اشنان کے

بعد ٹیکا لگانا پھر کسی کا کوئی معبود ہے تو دوسرے گروہ کا اور شگن اور فال کی پابندی کرنا۔ شرادہ میں اپنے مرے ہوئے بزرگوں کو لڈو پوری وغیرہ پوجاری کے ذریعہ سے پہونچانا۔ مردہ جلانا وغیرہ وغیرہ جنکی تفصیل کے لئے ایک دفتر درکار ہے۔

ہندو دہرم

میں بموجب دہرم شاستر منوسمرتی باب ۳ آٹھ قسم کے بیاہ جائز قرار دئے ہیں منجملہ انکے ایک پشیاچ بیاہ ہی اور وہ یہ ہے کہ خواہ کسی عورت سے سوتے میں یا نشہ پلاکر یا بیمار سے یا تنہائی میں یا شہوت میں اکر یا کچھ دیکر صحبت کرلینا اور جو مرد و عورت آپسمیں مل بیٹھیں یعنی مجامعت کرلیں یہ گندہرو بیاہ ہے اور زبردستی یا مار پیٹ کر عورت کو گھر میں لے آنا۔ آنار اکش بیاہ ہے۔ ان بیاہوں کے بعد ہمکو معلوم نہیں کہ وہ کونسا ناجائز طریقہ باقی رہگیا ہے کہ جسکو مذاہب اخلاق کے علماء بُرا جانتے ہیں۔

فٹ نوٹ - صفحہ ۱۷۵ ایک کتھا لکھی ہی کہ پرجاپتی برہما جو چار منہ والا آدمی تھا اپنی بیٹی سرستی کے پاس بہ نیت بد گیا الخ پنڈت فرماتے ہیں یہ آفتاب اور شفق کا تلازم ہے شفق۔ سورج کی بیٹی سورج کا شفق میں کرنوں سمیت گھسنا جماع کرنا ہے۔ اول تو یہ تلازمہ درست نہیں کیونکہ شفق آفتاب کے طلوع و غروب سے پہلے اور پیچھے ہوتی ہی۔ دوم کیا کوئی مرد عورت کے اندر سب گھسجایا کرتا ہے۔ سوم برہما اور سورج سے اسی طرح سرستی اور شفق سے کیا مناسبت۔ ایسی بے جوڑ تاویل نافہمی ہے۔ بات یہ ہے کہ انسان سے پہلے حیوانات انسان کے قریب قریب ڈیل ڈول میں آگئے ہونگے مگر بھدے حیوان اور بے ڈول۔ کسی کا گھوڑے کا سا منہ کسی کی ہاتھی کی سونڈ۔
اسی طرح اخلاق و عادات میں بھی حیوانوں جیسے ہونگے۔ بیٹی اور بہن کا امتیاز کیا انسان پھیلتے گئے وہ حیوان غاروں پہاڑوں کی طرف سمٹتے گئے اور رفتہ رفتہ فنا ہوگئے۔ ہندوستان کے انسانوں نے اپنے جہل و نامردی سے انکو معبود مان لیا اور انکے مرنے کے بعد اور بھی مبالغہ آمیز باتیں انکی لکھی جانے لگیں اور وید کے مصنفین کے ممدوح دیوتا بھی قرار پاگئے۔
پنڈت جی بھلے تاویلیں کیا کریں آگ سے اور پرسش نائنس سے ایکٹر مراد لیا کریں اور حکایات کو تلازمہ پر محمول کیا کریں اگر تلازمہ یہی ہے تو کیا ہی مہذب بیان ہی ۱۲ منہ۔

اسکے بعد اب کسی اور اجازت کی حاجت نہ تھی مگر نہ معلوم ہند کے بزرگواروں نے کس لئے نیوگ کو جاری کیا۔ نیوگ۔ یہ ہی کہ کوئی عورت عام ہی کہ بیوہ ہو یا شوہر دار ہو مگر اسکا شوہر بسبب کسی مرض کے یا قدرتی طور پر اسپر قادر نہ ہو سکتا ہو یا اسکی خاطر خواہ تسلی کر سکتا ہو یا وہ پردیس میں ہو تو اس عورت کو یکے بعد دیگر دس مردوں تک سے اولاد حاصل کرنے کا حق حاصل ہے اور یہ اولاد اول شوہر کی کہلائے گی اور دیور سے دل خوش کرنے کا تو کوئی گناہ ہی نہیں اور چونکہ رسم پردہ ہے نہیں اور تالابوں ندیوں پر نہانا پاپ دور کرنے کے لئے فریضۂ مذہب ہے اور ایسے کھلے مواقعہ پر جیسا کچھ پردہ ستر ہوتا ہی اسکو ہندوستان کے باشندے خوب ہی جان سکتے ہیں پھر مہادیو جی کے مندر میں لنگ پوجا ہندوؤں کا عام دستور ہے (مہادیو جی کے ستر نہانی کی تصویر ایک لمبا پتھر کا بٹہ ایک کھرل میں کھڑا رہتا ہے اور وہ کھرل پاربتی جی زوجہ مہادیو جی کی بیوی کی اندام نہانی کی تصویر ہے) پھر ہولی بسنت۔ شادی۔ بیاہوں میں سالی اور دیگر اقارب زوجہ و زوج میں جو جو فحش دل لگیاں ہوتی ہیں اور راگوں میں جو جو فحش گیت گائے جاتے ہیں اس میں کوئی بھی شبہ نہیں کہ وہ زنا کے دواعی اور پورے اسباب ہیں اسپر سادھوؤں کا برہنہ رہنا یا ایک عرقی باندھ لینا اور موئے زہار کا دکھائی دینا اور عورتوں کا مہین کپڑا باندھ کر نہانا اور مہین ساڑھی پہننا اور بھی آفت ہی۔

جب قوم کی یہ حالت ہے تو نہ معلوم دیانند جی کے سے ریفارمر کو نیوگ کے جاری کرنے کی ضرورت کیا تھی۔

اب ہم

دیانند جی سے دو چار باتیں کر کے سخن تمام کرتے ہیں (۱) مہاراج! کسی حقانی اور من اللہ مذہب کی اسلئے پابندی بنی نوع پر فرض نہیں کہ وہ سائنس یا فلسفہ یا دنیاوی فنون و صنائع بتلاتا ہے اور بغیر اسکے لوگ نابلد رہتے ہیں سائنس اور فلسفہ بدلتا رہتا ہے

بہت سے مسائل جو بیس برس آگے مانے جاتے تھے تقویم پارینہ ہو گئے اور موجودہ مسائل کا آیندہ کون ذمہ لے سکتا ہی کہ ان میں سے غلط ثابت نہ ہونگے پھر ہیر پھیر کر مذہب کو فلسفہ کے مطابق کرنا صریح خام خیالی ہی اور خاصکر صرف انجرات کے ذکر آجانے سے انجن اور بجلی کے ذکر آجانے سے بجلی کے تمام فنون کو ویدوں سے ثابت کرنا اور لطف یہ کہ خود بھی ان سے ناآشنا محض ہونا اگر ہمنے کے عوام کو دھوکا دینا نہیں تو اور کیا ہی فلسفہ و سائنس اور علوم و فنون دنیاوی اور حکماء دنیاوی کے ہوتے مذہب کی ضرورت اسلئے ہی کہ دنیاوی فلسفہ محسوسات کے تنگ دائرہ سے آگے ایک قدم بھی نہیں رکھتا اور انسان کو ایک دوسری زندگی کرنا ضروری ہے جسکا عقدہ اگر حل کر سکتا ہے اور اسکی تدابیر بتا سکتا ہی تو وہی مرسل جس کی روحانی قوت پر قوت متوہمہ کا شائبہ بھی نہیں لگتا - اسکو حقائق الاشیاء کو دیکھنے میں کوئی غلطی پیش نہیں آتی وہ جس طرح اپنی قوت علمیہ میں معصوم ہے اسی طرح قوت نظریہ میں بھی - اسباب کا تدارک دیانند جی نے ابتداء زمانہ اور دنیاوی سنسکار سے واقف نہ ہوتے وغیرہ سے کیا ہے جو ہو نہیں سکتا۔

اسلام اور قرآن

واضح رہے کہ انسان میں دو قوت خدا تعالے نے ودیعت رکھی ہیں ایک قوت بہیمیہ جو اسکے جسم اور جسمانی خواص سے مختص ہی لذات و شہوات طمع وحب دنیا جزئیات مادیہ کا ادراک بذریعہ حواس خمسہ ظاہرہ و خمسہ باطنہ۔

دوسری قوت ملکیہ جو اسکی روح کے ساتھ علاقہ رکھتی ہی اور روح جوہر نورانی ظل یزدانی ہے اس سے عالم مجردات کی طرف میلان حقائق الاشیاء کا ادراک اور یہی قوت بہیمیہ کی غلط کاریوں کی اصلاح کرتی رہتی ہے بشرطیکہ مغلوب نہ ہوگئی ہو - یہی نیک و بد کا امتیاز کرتی ہی یہی دلائل انفس و آفاق میں غور کرکے یا بغیر اسکے محض اپنی خدا داد نورانیت

سے خدائے غیر محسوس وغیر مادی اشیائے کا ادراک کرتی ہے اسکے لذت مبدء کل کی طرف انجذاب میں ہی اور یہی انسان کی نجات وحیات ابدی ہے جو دوسرے جہانمیں نصیب ہوگی۔

خداوند عالم نے جو اپنی مخلوق پر مہربان ہی جس طرح مادیات کی اصلاح کے لئے حکماء و عقلاء بنائے جنہوں نے انسانی معاش اور اسکی زندگی کے ضروری اور راحت بخش وزینت وہ اسباب بہم پہونچائے یہ بھی اسکا الہام ہے جو ابتداء آفرینش سے جاری ہے اور جبتک دنیا رہیگی کبھی بند نہوگا انہیں کے موجد ہی انکے پیغمبر نبی مرسل ہیں لیکن ان کا جولانگاہ محسوسات اور جزئیات ولذات ہی ہے روحانی علوم اور بہیمیت کی اصلاح اور آنے والے جہان کے متعلق فراہمی اسباب مضرات سے اجتناب بھی ضرور تھا اسی طرح اوس کریم ورحیم نے روحانی حکیموں کا سلسلہ بھی جاری فرمایا ایسے لوگ بھی مبعوث کئے جو اپنی روحانی نورانیت کے سبب عالم مجردات تک دسترس رکھ سکیں اور دنیاوی تعلیم وعادات اور قوت بہیمیہ کے انجذابات انکی اوس روحانی روشنی میں ڈھہند لاپن نہ کر سکیں جس طرح وہ قوت عملیہ میں معصوم ہوں اسیطرح قوت نظریہ میں بھی۔ قوت متوہمہ (جو ایکدن کے پیدا ہوئے بچہ میں بھی ہوتی ہے اور ابتداء آفرینش میں بھی اگر انسان کا ابتدائی سلسلہ اس طرح مانا جائے کہ جس طرح زمین سے گھانس برآمد ہوتی ہی تب بھی اس جسم کے سبب قوت متوہمہ اس میں بھی ہوتی ہے) انکے ادراکات میں کوئی آمیزش نہ کرنے پائے اور وہ اپنی روحانی قوت سے وہ کام بھی کر دکھاسکتے ہوں جو معمولی قوانین سے بالاتر ہوں ان کو آنیوالے واقعات بھی غیب کے آئینہ میں اپنی روحانی صفائی سے نظر آتے ہوں اسلئے وہ آنیوالے واقعات کا بھی بیان کر دیا کرتے ہیں اس گروہ کو نبی یا **رسول** کہتے ہیں انمیں بھی درجات کا تفاوت ہے۔ سب سے اخیر اور سب سے بڑے نبی حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم آئے۔ آپ جو دین لائے اسکا

اسلام ہے جسکے معنی ہیں گردن جھکانا۔ اطاعت کرنا مذہب انبیا سابقین اور عقلی و حکمی باتوں کا مجموعہ ہے اور انسان کا نیچرل مذہب بھی یہی ہی اس میں عرب۔ عجم۔ کسی کی کوئی خصوصیت نہیں سب کے حقوق مساوی اور سب بنی آدم کی معجون مرکب بناکر ایک نئی برادری کی روح پھونکدی ہے۔ بحر غربی مراکش سے لیکر چین تک سب یکساں ہیں اور اسی وجہ سے ایک صدی کے تمام ہونے سے پہلے یہ کرہ ارض پر پھیلگیا۔

الہام یا وحی

اسکی تین قسمیں ہیں (۱) وہ جو عام مخلوق کو علیٰ حسب مراتب اپنے خالق سے ایک سلسلہ القاء فی القلب حاصل ہی پرندوں کو گھونسلے بنانے کا بچہ کو ماں کی پستان پینے کا اسکی طرف سے الہام ہوتا ہے (۲) الہام اولیا یہ اول سے بڑھکر ہے اسمیں روحانی طور پر یہ بزرگ جماعت اپنے خالق سے تعلیم پاتی ہے۔ اپنی کہتے اسکی سنتے ہیں (۳) ان سے بھی بڑھکر حضرات انبیاء کا الہام ہے جسمیں قوت متخیلہ و متوہمہ کی آمیزش کا بھی اندیشہ نہیں ہوتا۔ اسی کو وحی بھی کہتے ہیں پھر اسکی کئی صورتیں ہوتی ہیں اول یہ کہ ناموس اکبر جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ سے جو عالم الملکوت کے بادشاہ ہیں نبی کو کوئی پیغام یا کلام پہونچایا جاوے خواہ بالفاظ یا صرف مطالب یہ کہنا کہ جبرئیل کے چھ سو پر ہیں اور ایسا بڑا قد ہے وہ پیغمبر کے دل میں کس طرح سے گھس سکتے ہیں اندھے[۵] کی ٹیڑھی کھیر والا معاملہ ہے کس لئے

۵؎ نقل مشہور ہی کہ کسی مادر زاد اندھے سے کسی نے کہا کہ میاں کھیر کھاؤگے اندھا واقف نہ تھا۔ پوچھا کیسی کھیر اوسنے سفیدی کے لحاظ سے کہا جیسا بگلہ اندھے نے کہا بگلہ کیسا ہوتا ہی اسنے ہاتھ موڑ کر اندھے کے ہاتھ میں ہاتھ دیا گردن کی مشابہت بتانے کے لئے اندھے نے خوب ہاتھ پھیر کر سمجھا کہ کھیر بھی ایسی ٹیڑھی ہوگی کہا کہ نہیں بھائی میری گلے میں پھنس جائے گی کس بات میں تشبیہ تھی

کہ پروں سے مراد یہ پر نہیں بلکہ سرعت سیر کی قوت کی طرف استعارہ ہی۔ جب خبیثوں اور بہوتوں کو قلوب بنی آدم تک رسائی ہوتی ہے جسپر آتے ہیں باوجودیکہ وہ جاہل ہوتا ہی۔ خوب فارسی۔ عربی بولنے لگتا ہے توپھر ملائکہ کرام کو کون مانع ہی۔

(۲) یہ کہ بغیر واسطہ جبرئیل خود پیغمبر اپنے خدا سے ہمکلام ہو...... اور جو سنے اوسکو یاد رکہے (۳) خواب میں پیغمبر عالم غیب کے اسرار پر مطلع ہو کر...... اپنے خدا سے ہمکلام ہو..۔ مگر قران کا الہام اکثر قسم اول سے ہی اور عبارت بھی اودہر ہی سے القاء ہوئی ہے۔

الہام انبیاء کے شرائط

(۱) وہ نبی پر ہو جسمیں کسی تعلیم و تجربہ وغیرہ کو دخل نہیں ہوتا جملہ اغلاط سے بھی محفوظ ہوتا ہے

(۲) الہامی شخص معصوم ہونا چاہئے جسپر اپنے خیالات اور محسوسات (مدرکات) کا رنگ نہ چڑہے۔

(۳) الہام اسی زبان میں ہو جو نبی اور اوسکی قوم کی عام زبان ہو۔

(۴) چیستاں اور لغز و معما نہو بلکہ اوسکو ہر ایک شخص بآسانی سمجہ سکے۔

الہامی کلام کے یہ شرائط ہیں

(۱) اوس کلام میں فحش اور بیہودہ گوئی نہو۔

(۲) تشبیہات و استعارات رکیکہ سے پاک و صاف ہو۔

(۳) کلام کا انداز اور اسکی شان رب العالمین کی شان ظاہر کرتی ہو۔ نہ تو بازاریوں جیسا مبتذل کلام ہو نہ شاعرانہ تک بندی ہو۔ نہ لچے شہدوں کا انداز ہو نہ خودغرضانہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۴ اور اوس سے سمجہا گیا ایسا ہی حال آریہ پنڈتوں کا ہے ۱۲ منہ

بات جیت ہو جسمیں کسی قوم کی طرفداری کا رنگ جھلکتا ہو۔

(۴) جھوٹ اور مبالغہ سے پاک ہو۔

(۵) جن چیزونکی بندوں کو حاجت ہو انکا بیان ہو۔

(۶) انسانی سعادت و شقاوت کا پورا نقشہ اوسمیں دکھایا گیا ہو۔

(۷) طہارت و نجاست سے لیکر عبادت و معاملات تک کا طریقہ بتایا گیا ہو سچے عقائد کا بیان ہو۔ گناہوں پر سرزنش ہو خدا کے سوا اور چیزونکی پرستش پر تہدید شدید ہو مکارم اخلاق کی اسمیں تعلیم ہو۔ ایک آنیوالی زندگی کا پورا بیان ہو۔ ابتدائے آفرینش اور مخلوق کے حادث ہونے کا ذکر ہو۔ امم گذشتہ کے واقعات واعظانہ پیرایہ میں بیان ہوں کہ سنکر عبرت و نصیحت ہو۔ آنے والی باتوں کا ذکر ہو۔ خدا کی ذات و صفات اور ملائکہ اور عالم مجردات کا اسمیں کافی ذکر ہو۔ آیات انفس و آفاق سے خدا تعالےٰ کے وجود اور اوسکی قدرت و علم و اقتدار کا عمدہ اور دلکش ثبوت ہو۔ انسانی زندگی کی بے وقعتی اور اسکے تجملات کا فانی ہونا بیان کر کے عالم باقی کی طرف شوق دلایا گیا ہو۔

(۸) اسکی عبارت میں ایک ایسی شیرینی ہو کہ جسکو عموماً لوگ حفظ کر سکتے ہوں اور اسکی تلاوت سے دل پر نورانیت اور عالم باقی سے اُنس پیدا ہو۔

(۹) اسمیں یہ بھی بیان ہو کہ خدا کی ہدایت کسی قوم اور ملک کے ساتھ مخصوص نہیں ہر ملک اور ہر قوم میں اوسنے ہادی بھیجے ہیں۔

(۱۰) اگر وہ الہام متوسط یا اخیر زمانہ میں ہوا تو اسکا پہلی کتابوں میں ذکر بھی ہو۔

(۱۱) اگر وہ الہام تمام عالم کی ہدایت کے لئے ہو تو تمام عالم میں اسکی اشاعت بھی ضرور ہو۔

(۱۲) وہ کتاب الہامی ہونے کی مدعی ہو۔

یہ تمام صفات بجز قرآن مجید کے آج کسی کتاب میں نہیں پائی جاتیں جسکے الہامی ہونے کا لوگ دعویٰ کر رہے ہیں۔

لہذا قران مجید کے الہامی ہونیکی خود قران مجید دلیل ہے

جس طرح کہ آفتاب برآمد ہونیکی خود آفتاب دلیل ہوتا ہی ؂ آفتاب آمد دلیل آفتاب
اور بڑی دلیل یہ ہے کہ

جس طرح خدا کے تمام کام ممتاز ہیں نہ کوئی آفتاب بنا سکتا ہے نہ مردہ کو زندہ کر سکتا ہے نہ کوئی حکیم و فلاسفر درخت یا کوئی حیوان پیدا کر سکتا ہی نہ سبز گھاس سے دودھ اور خون اور منی بنا سکتا ہے - اسی طرح قران بھی چونکہ خدا کا کلام اور اسیکا کام ہے کوئی بھی اسکی مثل نہین بنا سکا نہ بنا سکتا ہی - ابتداء سے قران کا یہ دعوی ہے -

علاوہ ان شہادتوں کے جو قران مجید کے من اللہ ہونے پر قایم ہیں ہم خود قران کے اندرونہ سے شہادتیں پیش کرتے ہین اور انہیں کو حق و باطل کے لئے معیار بناتے ہیں ورنہ دیانندجی نے جس طرح وید کے برحق ہونے پر ویدی پنڈتونکی شہادتیں پیش کی ہیں اور اونھوں نے تو بڑا زور مار کر چار شخصونکی پیش کی ہیں ہم چاہیں تو سینکڑوں حکماء اسلام کی شہادتیں پیش کر سکتے ہیں پھر وہ شہادتیں بھی کچھ ایسی ویسی نہیں بلکہ بڑی وزنی - امام غزالی - امام فخرالدین رازی نصیر الدین طوسی - محقق دوانی وغیرہ صدہا ویاس جی وغیرہ ہنود کے رشیوں سے زیادہ مہرشی جنہوں نے قران کے منجانب اللہ ہونے کی شہادت ہی نہیں دی ہے بلکہ دلائل بھی مستحکم قایم کئے ہیں اور توریت و زبور و اناجیل سے بہت سے علماء نے اور اس ناچیز نے بھی پیشنگوئیاں ثابت کردکھائی ہیں جنمیں قران اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ثبوت آفتاب کی طرح پایا جاتا ہے یہ اور بات ہے کہ وہ مخالف کہ جس کی آنکھوں پر تعصب کی پٹی بندھی ہوئی ہے اوسکو دیکھے ؂ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم * چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

علوم قران

حکماء نے علوم کی اس طرح سے تقسیم کی ہے کہ یا تو ان افعال و اعمال کا علم ہے کہ جنکا وجود ہمارے اختیار و قدرت سے ہی یا نہیں۔ اول صورت میں ان افعال و اعمال کا علم اس لحاظ سے کہ اصلاح معاش و معاد میں کار آمد ہی **حکمت عملیہ** کہلاتا ہے اور دوسری صورت میں **حکمت نظریہ** کہلاتا ہی پھر ہر ایک حکمت عملیہ اور نظریہ کی تین قسم ہین۔ حکمت نظریہ کی اسطرح سے کہ یا تو ان اشیاء کا علم ہی جو اپنے وجود خارجی اور ذہنی دونوں میں مادہ کے محتاج ہین نہ اس سے مقارن ہوتے ہین جیسا کہ خدا تعالےٰ اور ملائکہ اور روح اور اسکے حالات اسکو علم اعلیٰ و علم الٰہی و فلسفہ اولی اور علم کلی و علم مابعد الطبیعۃ کہتے ہیں۔ یہی وہ علم ہے کہ جسکے بھنور میں بڑے بڑے فلاسفروں کی کشتیاں غرق ہوگئیں اور پھر ادہر نہ اودہر کس لئے کہ ان اشیاء کا علم دوربین خوردبین تجربہ مشاہدہ وغیرہ سے تو کوسوں دور ہی پھر یا تو روحانی ادراک سے حاصل ہو جیسے گروہ حکما اشراق کہتے ہین یا دلائل و براہین سے اول صورت میں قوت متوہمہ و متخیلہ سے امان نہیں۔ دوسری صورت میں دلائل کا تعارض و حکماء کا اختلاف خود اسمیں غلطی واقع ہونے کا بین ثبوت ہی اور فلسفہ و سائینس حال تو محسوسات و مادیات کے تنگ دائرہ سے ایک قدم بھی آگے نہیں جاتا۔ اور یہی علم بڑا علم ہے جسکو معرفت و گیان جو چاہو کہو اور اسیکی تکمیل پر نجات کا دار و مدار ہی شرع محمدی میں اسکو ایمان کہتے ہین اور مرنے کے بعد روح کی ترقی درجات کا یہی باعث ہے اور یہی ساتھ بھی رہتا ہے اسکی اصلاح کے لئے حضرات انبیا علیہم السلام بھیجے گئے ہیں۔ اس علم کو جسقدر قران مجید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے اسکا دسواں حصہ بھی کسی مذہبی یا حکماء کی کتاب میں نہیں۔ اللہ تعالےٰ کی

ذات اور صفات اور تنزیہ کے متعلق جسقدر آیات و احادیث صحیحہ وارد ہیں اگر نمونہ کے طور پر لکھوں تو ایک دفتر ہو جائے۔ اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم لا تاخذہ سنۃ ولا نوم لہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض الایات۔ پھر ملائکہ کے احوال کہ وہ تسبیح و تقدیس کیا کرتے ہیں خدا کے حکم کی ذرا بھی نافرمانی نہیں کرتے وغیرہ۔ پھر روح کے حالات کہ ازل میں ان سے عہد باندھا گیا اور اس عالم میں انبیاء اوس عہد کو یاد دلانے کے لئے آئے ہیں پھر مرنے کے بعد جو ارواح آلایش مادیہ و شہوانیہ سے پاک ہو گئیں ان کے لئے نجات اور درجات ہیں قد افلح من زکّٰھا وقد خاب من دسّٰھا پھر عالم قدس کے آرام باغ و انہار اور وہاں کے عذاب جسقدر قران نے بیان فرمائے ہیں کسی کتاب میں بھی نہیں پھر حضرات انبیاء کے حالات کیونکہ بلحاظ روحانیت کی وہ بھی ملائکہ کے درجہ میں ہیں) کہ وہ پاکباز۔ راستباز۔ خدا پرست۔ لوگ تھے۔ کوئی قوم کوئی ملک ان سے یا ان کے نائبوں سے خالی نہیں چھوڑا گیا پھر یہ کہ انبیاء پر اپنے الہام کیا ہے جسکے جمع کرنے سے کتابیں بنگئیں۔ توریت۔ انجیل۔ زبور وغیرہ۔ پھر اس عالم کی ابتدائی اور انتہائی حالت کہ وہی ازلی ہی اسکے ساتھ کسی کو بھی وجود ذاتی اور قدامت کا دعویٰ نہیں۔ سب حادث ہیں۔ نیست تھے پھر ہست ہوئے۔ پھر نیست ہو جائینگے یہ قیامت ہے۔

یا اون چیزوں کا علم ہے جو وجود خارجی میں تو مادّہ کی محتاج ہیں اور وجود ذہنی میں نہیں یعنی جب ان کو تصور کیا جاسے تو بغیر مادّہ کے بھی تصور کر سکتے ہیں جیسا کہ کرہ اس کو علم اوسط اور ریاضی اور تعلیمی کہتے ہیں جیسا کہ ہندسہ و حساب۔ اکر۔ زیچ۔ علم مثلث وغیرہ اس کے لئے نہ حضرات انبیاء بھیجے گئے ہیں نہ ان علوم کا بیان کرنا انکی شان ہے مگر اسپر بھی قران مجید کے لفظی اشاروں سے بہتسے اغلاط حکماء کی اصلاح کر دی گئی یا اون چیزوں کا علم ہی جو وجود خارجی اور ذہنی دونوں میں مادہ کے محتاج ہیں جیسا کہ

حیوانات - نباتات - عناصر - انسان جمادات اسکو علم ادنیٰ اور علم طبعی کہتے ہیں - یہ بھی حکماء کے لئے چھوڑ دیا گیا پھر اسکی ہزاروں شاخیں ہیں عالم محسوسات کی ایک ایک چیز کو موضوع قرار دیکر اوس سے بحث کی گئی اور بحث کے نتائج جمع کر کے اسکا نام علم رکھدیا - طب وجملہ صنائع اور اختراعات وایجادات جدیدہ سب اِس علم ادنیٰ کے شعبہ ہیں - روحانی حکیم کا اِن علوم ادنیٰ کی طرف متوجہ ہونا گویا حریر باف کا بوریا بافی کرنا ہے - ان علوم کے لئے حکماء وفلاسفر کیا کم ہیں - جو الہام انبیاء کی حاجت مانی جاوے - دیانند جی نے فلسفہ جدید کے چند عجیب اختراعات دیکھے تو مونہہ میں پانی بھر آیا اور ابخرات اور بجلی کا جو کہیں ذکر آگیا تو انجن - دخانی و برقی سے جو کچھ بنتا ہے سب کا خزانہ ویدوں کو بنا دیا - جن کو وہ جواہرات سمجھکر الہام ربانی کے دامن میں ڈال رہے ہیں یہ اون کے لئے عیب ہی -

اسیطرح حکمت عملیہ کی بھی تین قسمیں ہیں کیونکہ یا تو اِن باتوں کا بیان ہی کہ جو شخص واحد سے علاقہ رکھتی ہین تا کہ رذائل سے پاک اور فضائل سے مزین ہو جائے اِس علم کو تہذیب الاخلاق کہتی ہین - طہارت ظاہرہ سے لیکر طہارت باطنیہ تک نماز وعبادت توحید پر استقامت توکل صبر - زہد صدق - عفاف - شجاعت - سخاوت وغیرہ سے اسی علم میں بحث کی جاتی ہی یا اون باتون کا بیان جو ایک ایسی جماعت سے علاقہ رکھتی ہین جو ایک مسکا مین مشترک ملکر رہتی ہیں جیسا کہ باپ - بیٹا - غلام - نوکر - آقا - بھائی دوست وغیرہ کے حقوق کہ ان سے یون پیش آنا چاہئے اور یوں نہ آنا چاہئے - میراث - ترکہ وصیت وغیرہ ابواب اِس علم سے تعلق رکھتے ہیں اسکو تدبیر المنزل کہتے ہیں یا ان امور کا بیان ہی جو جماعت متشارکہ بلد اور ملک سے تعلق رکھتی ہیں کہ شہر یا ملک میں ایک رئیس یا امام منتخب ہونا چاہئے اِس کو معاملات میں عدل وانصاف کرنا چاہئے - لوگوں کو اسکے حکم کی اطاعت چاہئے

مشورہ سے امور عظام منفصل کرنے چاہئیں (امرھم شوریٰ بینہم) اعداء جو زوال راحت و عزت و ملت کا باعث ہوں۔ اِن سے اسطرح سے مقابلہ کرنا چاہئے قصاص و دیت چور زانی کی سزائیں سب اسی علم سے تعلق رکھتی ہیں۔ قوم سے قومی کاموں کے لئے یہ لینا چاہئے اور یہ روپیہ قومی روپیہ ہے۔ بادشاہ یا سردار کا بجز اس حق الخدمت کے اس میں کوئی حق نہیں یتامیٰ اور بیکسوں کی یوں پرورش کرنی چاہئے کارآمد علوم دنیاویہ و دینیہ کے مدارس و مکاتب قائم کرنے چاہئیں امن عام اس طرح سے رکھنا چاہئے۔ قزاقوں۔ قطاع الطریق کو یوں سزا دینی چاہئے۔ بیع و شراء نکاح و دیگر معاملات اِس طرح سے ہونے چاہئیں جنکا خلاصہ فقہانے علم فقہ میں کرکے لکھدیا ہے ملاحظہ ہو۔ ہدایہ وغیرہ کتابیں اس علم کو سیاست مدینہ کہتے ہیں۔ چونکہ حکمتہ عملیہ کے تینوں اقسام کو اور پھر آگے جو اِن اقسام کے بہت سی اقسام ہیں۔ قران اور نبی علیہ السلام نے اس شرح و بسط اور اِس خوبی کے ساتھہ بیان فرمایا ہے کہ حکماء نے قلم ڈالدئے اور اقرار کرلیا کہ اب ان علوم کے متعلق کچھ بیان کرنا آفتاب کو چراغ دکھانا ہے۔ فقہ۔ کلام۔ حدیث۔ اخلاق۔ تصوف۔ سیاست۔ وغیرہ فنون کی کتابیں دیکھئے کہ جہاں ایات و احادیث سی مسائل لکھے ہیں اگر میں ہر ہر باب میں ایک ایک آیت بھی نقل کروں تو یہ رسالہ پچاس جلد و نکی ضخیم کتاب ہوجائے۔ پھر اسقدر علوم کو جسقدر فصاحت و بلاغت۔ تہذیب و متانت شیریں الفاظ سی قران نے بیان فرمایا ہی اور ایک مسئلہ یا علم کو دوسری مسئلہ یا علم سی کس خوبی کے ساتھ ربط دیا ہی۔ یہ قران ہی کا کام تھا انہیں باتوں پر غور کرکے تو بڑے بڑے فصیح و بلیغ عرب العربا کے حوصلے پست ہوگئے۔ مقابلہ بالسوف تو کرتے رہی مگر مقابلہ بالحروف نکر سکے۔

لہ امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں جو چہار جلد و نکی کتاب ہی قران و احادیث سے اس علم کا بیان کیا ہی جسکا خلاصہ فارسی میں کیمیائے سعادت ہی۔

پنڈت جی جو ویدوں کو الہامی کہتے ہیں علوم مذکورہ بالا میں سے چند علوم ہی کا بیان لفظی ترجمہ کر کے کریں ورنہ خالی شیخی بگھارنے سے کوی کام نہیں چلتا۔ کاش وید نمبر منوسمرتی ہی کے برابر بیان ہوتا ان میں بجنسہٖ بیشمار دیوتاؤں عناصر اور خیالی بھوتوں کی مدح کے اور ہے کیا۔

مسلمانوں کے مسلّمات

(۱) قران مجید حرفاً حرفاً مسلم ہی مگر آیات کے معنی وہی ہیں جو اہل لغت کے بتاؤ اور ذہن میں آتے ہوں۔ ہاں قران بلاغت و فصاحت میں حد اعجاز کو پہونچا ہوا ہی اور ہر بلیغ و فصیح کلام کا عنصر۔ مجاز۔ استعارہ کنایہ۔ تشبیہ تمثیل ہی اسلئے قران میں بھی یہ سب ہیں۔ خصوصاً امر معقول کو جب محسوس بنا کر توضیح کرنی ہوتی ہی تو وہاں انہیں چیزوں سی کام لیا جاتا ہے اسلئے قران عجب کیا ئی ظہر و لبطن۔ پشت اور شکم بھی فرمایا ہے۔ ایسے سواقع پر کسی مخالف یا موافق کو اختیار نہیں کہ وہ من گھڑت معنی پیدا کرے بلکہ ایسے مواقع پر وہی معنی معتبر ہونگے کہ جنکو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمزبان و ہمزبان و ہمراز صحابہ و اہل بیت سمجھتے تھے۔ پھر ان کے لبعد صحابہ کے صحبت یافتہ تابعین پھر انکے صحبت یافتہ تبع تابعین۔ قران جیسا کہ نازل ہوا تھا جمہور اہل اسلام کے نزدیک حرف بحرف وہی ہی نہ اس میں کمی ہوئی ہے نہ زیادتی۔ سنی۔ شیعہ۔ تمام فرقہ اس بات پر متفق ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ ایک فریق دوسرے پر الزام قایم کرنے کے لیئے ان پر تبدیل و تغیر کا الزام لگا دیا کرتا ہی۔ مجاز و استعارہ کے تو دیانند جی بھی قایل ہیں ستیارتھ پرکاش ملاحظہ ہو بلکہ ویدوں کے ہیر پھیر کر نئی معنی پیدا کرنے کی تو سوامی جی کی یہی استعارہ و مجاز کل ہی۔ پھر قران پر اعتراض کرنے کے لیئے آریہ یا کسی اور مخالف کا کیا حق ہی کہ وہ مجاز و استعارہ کا مانع ہو۔

(۲) قرآن کی تفاسیر میں وہی تفسیر معتبر ہے جو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی اور معتبر راویوں نے سند صحیح سے اسکو روایت بھی کیا پھر صحابہ و تابعین کی تفاسیر بشرط صحت روایت +

باقی جو مستداول تفاسیر ہیں ان میں بیشتر صحیح بھی ہیں اور کہیں کہیں غلط بھی جو بھول چوک بشری سے یا روایت و درایت میں غور کرنے سے واقع ہوئی ہے عموماً تفاسیر کی عبارت نقل کر دینی ہمارے مقابلہ میں حجت نہیں تا وقتیکہ اسکی صحت نہ ثابت کیجائے مخالفین اسلام اعتراضات کرنے کے لئے مفسرین خصوصاً بے احتیاط مفسرین کے اقوال نقل کر دیا کرتے ہیں۔

(۳) احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ حدیث حضرت کا قول۔ فعل یا کسی معاملہ پر آگاہی پانیکے بعد سکوت فرمانا۔ مگر بعد کے لوگوں کے لئے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا۔ حضرت کی حدیث ضرور کسی راوی کے ذریعہ سے پہونچیگی اور جوں جوں زمانہ زیادہ گذرتا جائے گا۔ بیچ میں راوی زیادہ ہوتے جائینگے اسلئے محدثین نے روایت کی یوں تقسیم کی ہے کہ اگر وہ ایک سند متصل ثقہ راویوں سے منقول ہے تو اس خبر کو غریب کہتے ہیں اور اگر وہ دو سے ہے تو اوسکو عزیز کہتے ہیں اور اگر دو سے زیادہ دس پانچ سلسلوں سے منقول ہے تو اسکو مشہور کہتے ہیں اور اگر اسقدر متعدد سلاسل سے منقول ہے کہ سب کا جھوٹھ پر اتفاق کرنا عقلاً ممتنع ہو جیسا کہ بغداد شہر کے وجود کی یا اور کسی مشہور شہر کے وجود کی روایات تو اونکو متواتر کہتے ہیں اور متواتر کے سوائے پہلی تینوں قسموں کو آحاد کہتے ہیں۔ صرف حدیث متواتر یقین کا فائدہ دیتی ہے اور اسکا منکر خارج از اسلام بھی سمجھا جاتا ہے۔ برخلاف احاد کے کہ وہ ظن کا فائدہ دیتی ہیں انکا منکر خارج از اسلام نہیں بشرطیکہ ہوائے نفسانی سے انکار نہ کرتا ہو ورنہ وہ فاسق تو ضرور ہے۔

محدثین نے اپنی کتابوں میں احادیث کو جمع کیا مگر بلحاظ احتیاط وبے احتیاطی کی ان کتابوں کے درجات متفاوت ہیں اسلیئے اہل سنت والجماعت نے جو سلمانوں کا گروہ اعظم ہے اِن کتابوں کو معتبر مانا ہے۔ صحیح بخاری۔ صحیح مسلم۔ جامع ترمذی سنن ابوداود سنن نسائی سنن ابن ماجہ۔ بعض علماء نے موطا امام مالک کو ابن ماجہ کے قایم مقام مانا ہے اور بھی حدیث کی کتابیں ہیں۔

بشتر ان چھ کتابوں میں جو احادیث جمع کی گئی ہیں صحیح ہیں مگر بعض کہ جن میں راویوں سے سہو ہوگیا ہے اور انکی علما محدثین نے تفصیل بھی کردی ہے۔

(۴) **اجماع امت** - جس بات پر صحابہ واہل بیت کا اتفاق ہوگیا ہے اسکا ماننا بھی سلمانوں پر واجب ہے لیکن کسی کے اِس کہدینے سے کہ اسپر اجماع ہوگیا ہے اجماع ثابت نہیں ہوسکتا تاوقتیکہ اسکا مدلل ثبوت نہ دیا جاوے۔ علی مسائل میں مجتہد کا اجتہاد بھی اوس شخص پر کہ جو قدرت اجتہاد نہ رکھتا ہو ماننا لازم ہے اور اسکو تقلید کہتے ہیں۔

اسیطرح

فقہ۔ کلام۔ قرآت۔ صرف ونحو۔ معانی وبیان۔ لغت۔ تاریخ وغیرہ میں معتبر کتابیں ہیں اور غیر معتبر بھی۔

مخالف

جب کسی سلمان کے مقابلہ میں کوئی الزامی بات نقل کرے تو اول اوسکو ہمارے بیان مذکورہ بالا کو خیال کرلینا چاہیئے ورنہ ندامت ہوگی۔

مخالفین کے اعتراض اور انکے جواب

پادریوں۔ سناتن دہرم ہندوؤں۔ یہودیوں۔ دہریوں۔ سائنس اور فلسفہ دانوں

نے اسلام پر اعتراض کئے ہیں اور کوئی مذہب بھی اعتراضات سے بچا نہیں ہے مگر اسلام پر جو کچھ اعتراض کئے گئے ہیں یا تو معترض نے اپنی لاعلمی و جہالت سے یا عمداً حق سے چشم پوشی کر کے مسلمانوں کو مغالطہ میں ڈالنے کیلئے اب ہم ان اعتراضات کے اصول کو بیان کر کے جواب دیتے ہیں تاکہ جزئی اعتراضوں کا جواب انہیں جوابوں سے سمجھ میں آجائے۔

قسم اول

وہ اعتراضات ہیں جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک پر ہیں کہ انکا چال چلن اچھا نہ تھا قزاقی کرتے اور کراتے تھے لوگوں کی بہو بیٹیاں اور انکے مال لوٹ کر اپنے تصرف میں لاتے تھے خونریزی کرتے اور کراتے تھے (۲) اپنے بیٹے زید کی بیوی سے لگاوٹ پیدا کی جسکے سبب اوس نے طلاق دی اور محمد صاحب نے کھلم کھلا بیوی بنالیا جسکا اشارہ قران میں بھی ہی (۳) اوروں کے لیے تو چار بیویوں تک اجازت اور اپنے لیئے بے تعداد اور لونڈیاں جسقدر بھی ہوں۔ وغیرہ۔

اِن کا جواب

یہ ہے کہ خونریزی اور لوٹ کا الزام جہاد کے مسئلہ پر مبنی ہی جسکا نظیر حضرت موسیٰ و عیسیٰ وغیرہ انبیاء بنی اسرائیل میں بھی پایا جاتا ہی۔ ملاحظہ ہو عہد نامۂ قدیم و جدید اور ہندو دھرماتما کے پیشواؤں میں بھی پایا جاتا ہی۔ سنکراچاریہ نے تو بقول ہنود چھتریوں کا صفایا ہی کر دیا۔ اور بودہ مت کے سینکڑوں اشخاص کو تہ تیغ کیا۔ اور پھر سری کرشن جی مہاراج اوتار نے تو کرچھتر کے میدان میں ہزاروں کو ہلاک کیا اور مہابھارت ایک مشہور جنگ ہے جسکے بانی اور شریک کرشن جی تھے۔ دیانند جی نے ویدوں کے نہ ماننے والوں کو

ہلاک کرنیکا حکم دیا ہے ملاحظہ ہو ستیارتھ پرکاش طبع دوم (۸) سمولاس ص ۲۴۷
اور رگوید بہاشیہ ۱۹۳۵ بکرمی صفحہ ۲۷ کا خلاصہ مطلب جہان تصریح ہے کہ بدھ مذہبو کو
کسی ملک مین بھی رہنے نہ دو یعنی دنیا سے اوٹھا دئے جا دین اسلام مین تو ایمان لاکر برابر
کے بہائی بن سکتے ہین یہان تو چھٹکارا ہی نہین ۔

جہاد در اصل راہ راست مین مداخلت کرنے والے گروہ کی شوکت توڑنے کے لئے ہے
جسپر آجکل کی متمدن سلطنتین بھی قایم ہین تہذیب و شایستگی و امن عام مین خرابی پیدا
کرنیوالون پر توپون کے گراب مارے جاتے ہین باقیماندہ قتل کئے جاتے ہین انکے پسماندہ
نہایت بُری حالت مین رکھے جاتے ہین ۔ اسلام نے تو پسماندون کے آزاد کردینے کا حکم دیا
اور جو کسی کو اپنی عزت مین شریک بنالیا تو کیا بُرا کیا ۔ دیانند بھی منی کے صفحہ ۱۵۱ مین اور ستیارتھ
پرکاش کے دوسرے اڈیشن کے صفحہ ۱۹۲ آٹھوین سملاس مین منوسمرتی کے حوالہ سے حکم
دیتے ہین کہ اس حکم کو کبھی توڑنا نہ چاہئے لڑائی مین افسر یا ماتحت کے جو ہاتھ لگے رتھہ
گھوڑے ۔ ہاتھی ۔ چھتر ۔ روپیہ ۔ غلہ ۔ جانور ۔ عورتین وغیرہ اسکا سولھواں حصہ راجہ کو
دیکر باہم بانٹ لین ۔ راجہ اسکا سولہوان حصہ سنیاستھ بودہان کو دے یعنی پنڈت اور
سنیاسی کو بھی عورتین وغیرہ جو لونڈیان ہین عنایت کرے پھر اسپر بھی لیکہرام مقتول سورہ
انفال کے ترجمہ سے قران اور پیغمبر علیہ السلام پر اعتراض کرتے ہین مگر یہان لوٹکل بہادر
سپاہیوں اور راجہ مین تقسیم ہوگیا قران مین تو خدا اور اوسکی راہ مین پانچوان حصہ اوٹھتا

حاشا ثم حاشا جو زینب زوجہ زید کی طرف آپکا برا خیال بھی گیا ہو وہ تو
آپکی رشتہ دار تھین آپ ہی کے حکم سے زید سے نکاح ہوا تھا طرفین مین موافقت نہ
آئی ان بن رہنے لگی ۔ آپ زید کی شکایتین سنکر صبر کی تاکید فرماتے تھے مگر قرینہ سے
بیل منڈھے چڑھتے نہ دیکھکر خیال گذرتا تھا کہ پھر اس نکاح پر مجھے مجبور کیا جاویگا اور
متبنی کی بیوی سے نکاح کرنا عرب کی رسم کے خلاف اور باعث طعن تھا ۔ اس بات کو

دلمیں رکھتے اور ڈرتے تھے وتخفی فی نفسک ما اللہ مبدیہ وتخشی الناس مگر اللہ کو
یہ رسم جاہلیت توڑنی تھی اور زینب کو انکی اطاعت پر شرف زوجیت عطا کرنا تھا اس
لئے طلاق زید کے بعد آپ سے نکاح ہوا اور آپ من اللہ اس نکاح پر مجبور کیے گئے
دشمنوں نے اتنی سی بات کو رنگ دیکر دوسرا قالب پہنا دیا مگر عجیب تر یہ ہے کہ آپ کے
زمانہ کے لوگوں کو تو نہ لگاوٹ معلوم ہوئی نہ کوئی بات آپکے چال چلن میں عیب لگانے
والی ثابت ہوئی انکا ویسا ہی اعتقاد رہا اور مخالفین نے بھی کوئی محل طعن نہ دیکھا۔ مگر
سینکڑوں برسوں کے بعد مخالفوں کا اعتقاد شکست ہو گیا۔ عرب کے دستور کی موافق
آپ سے زینب کا نکاح ہوا ولیمہ کی دعوت ہوئی۔

رہا چار سے زیادہ عورتوں سے نکاح۔ سو یہ یہ تو سب کو معلوم ہے کہ اکاون برس
کی عمر تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی بیوی پر قناعت فرمائی اور وہ بھی آپ
سے عمر میں بڑی یہ ہرگز بھی قیاس میں نہیں آسکتا کہ بڑھاپے میں اور پھر پردیس میں اور
ایسے وقت میں کہ ہر عرب نے چاروں طرف سے نرغہ کر رکھا ہو اور افلاس کی بھی کوئی
حد نہ ہو۔ اسپر مہاجرین غرباء کی کفالت وعیالت کا بھی آپ ہی پر بار ہو اور مدینہ
میں خاص مخالفوں کی بھی سربرآوردہ جماعت مخالف ہو جو اندرون نکتہ چینی کے درپے
ہوں اور بنی نضیر و بنی قریظہ کے یہودی ان کے معین و مددگار بھی ہوں۔ شہوت
رانی کا خیال پیدا ہوا ہو؟ ہرگز نہیں بلکہ دینی تعلیمات کے لئے متعدد عورتوں کی بھی ضرورت
تھی اور اون کے لئے عیالت اور کفالت کے لحاظ سے بھی زوجیت میں رہنے کے سوائے
اور کوئی بہتر صورت تھی ہی نہیں اسلئے متعدد بیویوں سے نکاح کیا جن میں کوئی بھی
لونڈی نہ تھی اور بیشتر عمر رسیدہ عورتیں تھیں۔ ویدوں میں تو کوئی بھی حد نہیں اور نیوگ
کے ذریعہ سے تو انتہائی درجہ کی کامرانی ہو سکتی ہے جسکے بعد پھر اور حاجت نہیں۔
مفت میں کام چلتا ہے نہ دینا نہ لینا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی بابت جو کچھ یورپین محققین نے لکھا ہے مخالفوں کے مونہہ مین خاک ڈالنے کو کافی ہے - ملاحظہ ہو ہسٹری کارلائل ہسٹری گبن - اپالوجی جان ڈیون پورٹ وغیرہ وغیرہ -

قسم دوئم

قران مجید پر اعتراضات (۱) یہ کہ یہودیون عیسائیون - مجوسیون عرب کے جاہلوں کے مذاہب سے شریعت کا مادہ جمع کیا گیا ہی (۲) چند قصص کو بار بار بیان کیا گیا ہے اور توریت وغیرہ کتابون کا بھی خلاف کیا ہے حالانکہ انکی تصدیق کا بھی دعوی ہے (۳) مضامین مین تاریخی اور جغرافیہ کی غلطیوں کے علاوہ سائینس وفیزک کا بھی خلاف کیا ہے اور وہ مضامین بھی ہیں جنسے خدا تعالیٰ کے تقدس وعدالت مین فرق آتا ہے جیساکہ اللہ کو قرض دو - خدا عرش پر بیٹھا ہے -
ید اللہ اسکے ہاتھ - مونہہ پنڈلی ہے - خدا گمراہ کرتا ہے دلوں پر پردے ڈالدیتا ہے آنکھوں پر مہر کر دیتا ہے پھر بندہ کو کہتا ہے کہ ہدایت اختیار کرو وہ ٹھٹھا کرتا ہے فریب ومکر کرتا ہے - مکروا ومکر اللہ - اللہ یستہزی بھم وہ ایک تخت پر بیٹھکر قیامت مین آئیگا جسکو آٹھ فرشتے اوٹھائے ہوئے ہونگے - غلط باتین بھی قران مین ہین کہ سکندر نے آفتاب کو گدلے پانی یا سیاہ چشمہ مین ڈوبتے ہوئے پایا حالانکہ آفتاب آسمان چہارم پر ہے - قران مین دلچسپ قصے بھی ہین کہ سلیمان کے تخت کو دیو اوٹھا کر چھ مہینہ کی راہ صبح سے دوپہر تک لیجاتے تھے اور دیوان کے تابع تھے اور وہ چیونٹیوں کی بولی سمجھتے تھے اور داؤد کے ساتھ پرند اور پہاڑ تسبیح کہا کرتے تھے اور بلقیس کے تخت کو سلیمان کا وزیر دم بھر مین یمن کے ملک سے شام مین اوٹھا لایا - اور قیامت مین اعمال کا وزن ہوگا - حالانکہ اعمال اعراض ہیں نہ جواہر - قبر مین مردے کو عذاب وثواب

ہوتا ہے حالانکہ سینکڑوں قبریں کھول کر دیکھی گئیں نہ وہاں فرشتے نظر آئے نہ آتشیں گرز نہ جنت۔ نہ حوریں۔ قرآن نے بہشت جو بیان کی ہے وہ جسمانی معلوم ہوتی ہے جہاں کھانا پینا سب کچھ ہے اور جسمانی چیزیں ہمیشہ نہیں رہا کرتیں حالانکہ بہشت کے ہمیشہ رہنے کی خبر دی ہے اور کافروں پر ہمیشہ عذاب ہونا بیان فرمایا ہے دنیا کے اعمال محدود اور عذاب غیر محدود اسکی عدالت کے خلاف ہے۔ خدا نے چھ روز میں آسمان کو بنایا جس سے اسکی قدرت میں فرق آتا ہے قرآن نے جا بجا قسمیں کھائیں یہ خدا کی شان سے بعید ہے۔

ان کا جواب

(۱) جبکہ قرآن خاتم المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے اور خاتم المرسلین دنیا میں کوئی نیا مذہب لیکر نہیں آئے حضرات انبیاء کی ہدایات جن پر تحریف و تبدیلی کا زنگ چڑھا رکھا تھا۔ انکا صاف کر کے مخلوق کو دکھانا اس نبی کا ایک اہم کام تھا۔ سو وہ ہدایات یہود کے مذہب میں بھی تھے۔ عیسائی میں بھی مجوسی میں بھی۔ حضرت ابراہیم و اسماعیل کی نسل عرب میں بھی پھر اگر ان کو نہ لیتے اور سب کو غلط بتا دیتے تو اپنی ڈیرہ اینٹ کی مسجد جدی بنا یہ بھی حق پرستی کے خلاف بات تھی اگر ایسا کرتے تو پھر یہ اعتراض ہوتا کہ دنیا بھر سے نرالا مذہب لائے ہیں (۲) جب قرآن مجید کوئی تاریخ کی کتاب نہیں بلکہ نصیحت و ہدایت ہے تو نصیحت کے طور پر ترغیب و ترہیب میں ایک ہی واقعہ کو جس میں متعدد مواضع نصیحت کے ہوں ہر موضع کو نئے اسلوب سے اعادہ کرنا کچھ بھی عیب نہیں بلکہ ناصح کا فرض منصبی ہے۔ یہ کہنا کہ وہ واقعات توریت وغیرہ کے مخالف ہیں سراسر غلط ہے بلکہ اکثر موافق اور خود توریت و کتاب التواریخ وغیرہ کے بیانات آپس میں بیحد متعارض ہیں اور تاریخی واقعات کے لحاظ سے ان میں اغلاط بھی ہیں۔ پھر کیا قرآن انکا اتباع کرتا ہے (۳) یہ اعتراض کہ تاریخ و جغرافیہ کا قرآن نے خلاف کیا ہی غلط ہے۔ سائنس و فزک

کا یہ حال ہے کہ آج سے بیس برس کے آگے کے بہت سے مسائل غلط ثابت ہوگئے اور ہوتے جارہے ہین۔ پھر کون ذمہ کرسکتا ہی کہ موجودہ سائنس و فزکس آگے چل کر ہمیشہ یون ہی رہیگا اس مین ترمیم نہ ہوگی۔ پھر جب سائنس و فزکس خود متزلزل حالت مین ہی تو الہام الہی کا اسکو معیار بنانا صریح کوتاہ فہمی ہی۔ جن آیات مین خدا کا ہاتھ اور موہنہ وغیرہ الفاظ ہین جنسے جسمانیت ثابت ہوتی ہے باتفاق جمہور اہل اسلام ان کے لفظی معنی مراد نہین بلکہ وہ استعارات و مجاز ہین ہاتھ سے قبضہ قدرت موہنہ سے ذات عرش پر بیٹھنے سے اسپر تسلط مراد ہی اور یہ اسلئے کہ خود قرآن نے ذات پاک کی تنزیہ کردی ہی لیس کمثلہ شئی۔ برخلاف ہندو دہرم کے کہ انکے نزدیک برہمن ہر سے اور چھتری خدا کے بازوؤن سے پیدا ہوئے ہیں اور نیز وہ ہر شئے کے اندر ہی اور نیز نکش ہوکر انسان اس مین ملجاتا ہی اس سے زیادہ اور کیا جسمانیت ہوگی۔ رہا دلون پر مہر کردینا اور اندہا کردینا اور گمراہ کردینا۔ یہ بندہ کے اختیارات خداداد کو عمدہ کام مین صرف نہ کرنے سے جو نتیجہ پیدا ہوتا ہے اسکو خدا کی طرف اسلئے منسوب کیا جاتا ہے کہ وہ علم ازلی کے مطابق ہے اس سے بندہ مجبور محض نہیں پھر جب اسکو اختیار بھی باقی رہتا ہے تو اوسکو ہدایت کیطرف کیون نہ بلایا جائے اور ترک کرنے پر وہ کیون مستحق عذاب نہ ہو۔ خدا کا قرض مانگنا اور استہزا کرنا اور مکر کرنا سب مجازات ہین۔ جب وہ غنی حمید ہے بندے اسکے محتاج ہین تو وہ کیون قرض مانگنے لگا مگر نیک کام مین صرف کرنیکو قرض کے لفظ سے اسلئے تعبیر کیا کہ جسطرح قرض واپس دیا جاتا ہی اسی طرح اس دینے والے کا بدلہ ضرور دیا جائے گا۔ وہ مکر اور تمسخر سے پاک ہی مگر کفار و منافقین مسلمانون سے تمسخر و مکر و فریب کرتے تھے خدا تعالے انکی جزاء بد کو انہیں الفاظ سے بطور مشاکلت کے ان پر عائد ہونا بیان فرماتا ہے۔ ہندی محاورہ بھی ہی جو دوگے وہ پاؤگے۔

یعنی اِسکا بدلہ .... ایک تو یہ کہدینا
کہ نیک کام میں دو ایک یہ کہ صرف دو ایک یہ کہ بڑا ثواب اور اجر ملیگا - ایک یہ کہ ہمکو دو -
ایک یہ کہ ہمکو قرض دو باہم بڑا تفاوت ہے - آخر الذکر میں جسقدر بالخصوص جبکہ ایک بے
نیاز غنی ایک کے ہزار دینے والا کہے بڑا اثر ہے . جو شخص اسکو اپنے فہم کے مطابق قرآن
پر اعتراض کرنے کے لئے نشانہ بنائے تو پہلے وہ پرماتما سے بھوجن کی چوری اور
کرودہ وغیرہ دور کرے - اگر پرماتما بھوجن بھی اور کرودھی ہے تو اسکو قرض لینے سے کیا
مضائقہ ہی - قیامت اور تخت عدالت کا ظاہر ہونا بیان ہوا ہی جسکو آٹھ اُٹھا وینگے آٹھ سو آٹھ ہزار آٹھ لاکھ کیا مراد ہی
معلوم نہیں - پھر ایک غیر محسوس ہستی کو محسوس شاہانہ جبروت دکھانے کیلئے تعبیر کرنا کیا عیب ہے
مگر اس سے یہ کیونکر ثابت ہوا کہ جسطرح مہاراجہ سنگاسن پر بیٹھے ہوئے ہیں اور
آٹھ کہار اوسکو اوٹھائے ہوئے ہین وہ بیچون و بیچگون بھی ایسے ہی بیٹھا ہوگا یہ اسکی
جبروت و قدرت کی ایک تصویر دکھائی گئی ہے - سکندر کا تو قرآن میں ذکر بھی نہیں
ہاں ذوالقرنین نے جب وہ اس مقام پر پہونچے کہ جہاں سامنے سیاہ سمندر تھا -
تو آفتاب کو اسمین ڈوبتے ہوئے دیکھا - جو سمندر کے کنارہ رہتے ہیں اونکو ہر روز
ایسا ہی معلوم ہوتا ہے - اسی لئے لفظ وجدہا فرما دیا - جب جن کا وجود ثابت ہے تو
انکا مسخر ہوجانا اور جلد کام کرنا کیا بعید ہے - ہوا کے زور سے چھ مہینے کا راستہ نصف
دن میں تمام ہونا کیا تعجب ہے - غبارون کو دیکھئے اور اب ہوائی جہاز تیار ہو رہے
ہیں - پرندوں - اور چیونٹیوں کی بات سمجھنا کچھ بھی مشکل نہین - ایک تو انکی دلالۃ الحال
ہوتی ہی جسکو معمولی آدمی بھی سمجھ لیتے ہین اور انفاس قدسیہ حیوانات تو کیا جمادات کی
بات بھی سمجھتے ہیں - پرندوں کا تسبیح کرنا بھی کچھ بعید نہیں -

بذکرش ہر چہ بینی در خروش است ۔ ولے داند دریں معنی کہ گوش است

بلقیس کا تخت روحانی قوت سے دم بھر میں لا حاضر کرنا اسکے نزدیک بعید ہے جو

جو روحانی قوت سے واقف نہیں ورنہ جسنے مسمریزم کے بھی کرشمے دیکھے ہیں وہ انکار
نہیں کرسکتا - اسی کو کرامت کہتے ہیں اعمال کا تولنا انکا اندازہ کرکے دکھانے سے عبارت
ہے - قبر عالم برزخی کا نام ہے اسی حال میں روح پر عذاب و ثواب سب کچھ ہوتا ہے جسم
کو دیکھنے والے کو نہیں دکھائی دیتا - خواب میں ایک شخص پر رنج و راحت گذر رہا ہے
مگر اسکے پاس بیٹھنے والے کو دکھائی نہیں دیتا - پھر کیا اسوجہ سے اسکے خواب کا معاملہ
غلط کہا جاسکتا ہے اور کبھیں اس عذاب و ثواب کے آثار اس جسم پر بھی نمایاں ہوجاتے ہیں
جسکا صدہا اشخاص نے مشاہدہ کیا ہی - جنت روحانی بھی اور جسمانی بھی ہے نہ یہ جسم عنصری
بلکہ ایک اور ہی قسم کا جسم جو بقاء و صفا میں اس جسم سے بالکل غیر ہوگا - سوا انکی بقاء
ایسی ہی ہوگی جیسا روحانیات کی - کم از کم حکماء کے خیال کے مطابق ایسی تو ہوگی جو
اجسام فلکیہ کی ہوتی ہے اوسکو جسم عنصری پر قیاس کرنا وہی اندھے کی ٹھیری کھیر ہے
کافر و مشرک کا عذاب دائمی اس کے نقصان علمی کے سبب ہے اور یہ علم اگر وہ بے انتہا عمر
بھی جیتا رہتا تو اوس سے جدا نہ ہوتا - اعمال البتہ جدا ہوجایا کرتے ہیں اسلئے عذاب
دائمی عین انصاف ہی چھ روز میں کسی حکمت سے آسمان و زمین کا بنانا اسپر دلالت نہیں
کرتا کہ وہ ایک منٹ میں یا اس سے کم میں نہیں بنا سکتا تھا - انسان حیوان کو کون بنایا
کرتا ہے؟ وہی قادر مطلق - پھر وہ جو مدت میں تکمیل پاتا ہے کیا اس سے اوسکی قدرت
میں کوئی نقصان ثابت ہوتا ہے؟ ہرگز نہیں - چھ روز کی بنی ہوئی اشیاء کو تو
انادی (قدیم) کہدیا اگر منٹ میں بنایا ہو پھر تو ایسے جاہل کو قدیم اور ازلی کہنے کا اور
بھی موقع ملتا - قسم کیساتھ کلام صادر کرنا عرب کے محاورہ میں ایک قسم کی تاکید ہے
جسپر کوئی بھی اعتراض نہیں ہوسکتا - مگر جن جن چیزوں کی قسم کھائی ہے یا تو وہ اوسکی قدرت
کا نمونہ ہونے میں اعلیٰ تر ہیں یا مخلوق کو ان سے نفع زیادہ ہے - یہ بات اسکو اپنی
مخلوق میں قسم کھانے کے لئے کافی ہے اور اسمیں بھی جو کچھ اسرار ہیں انکا بیان حکماء نے

مفصل کیا ہے۔ میں نے بھی اپنی کتاب البیان فی علوم القران میں بہت تفصیل کی ہے۔

قسم سوم

قرآن مجید کی بلاغت وفصاحت پر اعتراضات چنانچہ ایک نادان پادری نے قران کے محذوفات اور وہ الفاظ جو عربی زبان میں مستعمل ہوے اور وہ دراصل غیر زبان کے الفاظ تھے۔ بہت سے گنواکر قرآن پر اعتراضات کئے ہیں اور نمبر شمار بڑھانے کے لئے ہر ایک پر ہندسہ لگاتے گئے ہیں۔ اِن سب کا

جواب

اجمالی اسیقدر بس ہے کہ محاورہ عرب اسبات کا مقتضی تھا۔ قاعدہ زبان اور محاورہ میں فرق ہے فصاحت کے میدان میں قواعد کو ترک کرکے محاورہ کا خیال کرنا ہی فصاحت وبلاغت ہے۔ اور یہ کچھ عربی زبان پر موقوف نہیں ہر زبان میں موجود ہے اُردو زبان میں اس کے صدہا نظائر ہیں دیکھو قاعدہ تو یہ چاہتا ہے کہ یوں بولا جائے کہ بھوک سے مرگیا۔ مگر دہلی کا محاورہ یہی کہتا ہے کہ بھوکوں مرگیا۔

قسم چہارم

اسلامی احکام کی بابت ہیں۔ وضوء وغسل باین ترتیب بیکار ہے۔ نماز میں سجدہ لغو ہے۔ روزہ میں بھوکا پیاسا رہنا خلاف عقل ہے۔ حج میں ننگا سر کرکے ٹیلوں۔ پہاڑوں پر پکارتے پھرنا۔ ایک وحشیانہ حرکت ہے جانور ذبح کرنا اور اسکو تقرب کا ذریعہ سمجھنا سراسر بے رحمی ہے۔ ختنہ کرانا بھی ایک عبث بات ہے۔ زکوٰۃ میں

چالیسواں حصہ مال کا دینا بھی ایک فضول بات ہو۔ سود کی حرمت بھی تمدن اور قومی ترقی میں حارج ہے۔ چور۔ اور زانی کی جسمانی سزائیں ہاتھ کاٹنا۔ دُرّے مارنا یا قتل کرنا بھی وحشیانہ سزائیں ہیں۔ جن سے شائستگی بھی شرماتی ہو۔ مُردے کو نہلانا۔ دفن کرنا بھی ایک فضول بات ہے۔ جلا دینا۔ دریا میں بہا دینا کافی ہے گوشت خوری کی اجازت بھی سراسر حیوانات پر ظلم ہے۔ شراب اور سود کی ممانعت بھی دائرہ زندگی کو تنگ کرنا ہو۔ رسم حجاب مستورات کے لیے بیکار اور عورتوں پر ظلم ہے۔ وغیر ذالک۔

جواب

یہ کہنا کہ وضوء وغسل اور اسکی ترتیب بیکار ہے صریح نافہمی ہو۔ اوّل تو جسقدر دنیا میں نفیس الطبع لوگ ہیں نجاست سے ان کے دلپر گرانی پیدا ہوتی ہے خبیث الطبائع کا ذکر نہیں کہ وہ نجاست میں لتھڑے ہوں تو بھی انہیں پروانہ ہو۔ حیوانات کی طرح پائخانہ پیشاب کرتے ہیں۔ اب طہارت میں اوّل نجاست کو دور کرنا قرین عقل ہو پھر اول ہاتھ دھونا اور پھر مُنہ اور پھر تمام بدن عقل سلیم کا مقتضٰے ہو اوّل ہاتھ دھونے سے پانی کا حر و برد معلوم ہو جاتا ہے ناک میں دینے اور کلی کرنے سے بو۔ مزہ معلوم ہو جاتا ہے۔ نماز کی خوبی اور اسکی ترتیب ایسی ہے کہ جسپر غور کرکے صدہا عقلاء داخل اسلام ہوئے۔ اللہ اکبر کہکر اسکی حمد و ثنا کرنا اور پھر سورہ فاتحہ پڑہنا۔ جسمیں حمد و ثنا اور دنیا و آخرت کی خوبیوں کا سوال ہو۔ پھر اسکے بعد تقرب کا مرتبہ سجدہ کس درد و سوز سے اپنے مالک معبود حقیقی کے پاؤں پر (حالانکہ وہ ان پاؤں سے پاک ہو) سر رکھکر اسکی تسبیح و تمجید کر رہا ہے انسان کے قوی بہیمیہ جب اسپر مسلط ہو جاتے ہیں تو پھر اس میں اور

حیوانات میں کوئی تفاوت باقی نہیں رہتا۔ اسلیئے جملہ مذاہب میں اسکی اصلاح کا خیال کیا گیا ہے۔ صرف فرق یہ ہو کہ بعض نے افراط کا رستہ لیا کھانا۔ پانی چھڑوا کر بناسپتی پر مدار زندگانی رکھا۔ کھڑے کھڑے ایک پاؤں یا ہاتھ کا سوکھا دینا ریاضت مفیدہ سمجھا بعض نے ترک حیوانات مناسب سمجھا۔ بعض نے تفریط کا دستور لیا کہ بہت ہی کم ریاضت رکھی ہی جیسا کہ عیسائی مذہب۔ مگر اسلام نے توسط کا مرتبہ اختیار کیا سال بھر میں بشرط صحت واقامت وعقل وبلوغ ایک مہینے کے روزے فرض کیئے تاکہ نفس بد کی خواہشوں سے مقابلہ کرنے کی عادت ہو جائے جسپر دین و دنیا کی ترقی مربوط ہو نہ کہ نفس کا بندہ ہو جائے حیوانات کی طرح آزادانہ زندگی بسر کرے۔ جو چاہے کھائے جو چاہے پیئے۔ حرام حلال کی کچھ بھی پروا نہ کرے۔ جس عورت سے چاہے مباشرت کرے۔ جہاں اسکا نفس خبیث اسکو لیجائے چلنے کو طیار صرف کھانے پینے جماع ہی کی روزہ میں ممانعت نہیں بلکہ خصوصیت کے ساتھ گناہوں سے بچنا فرض ہو اور اس کے ساتھ عبادت ذکر الٰہی کا بھی حکم ہے اعتکاف۔ تراویح۔ حج کی بڑی برکت ہے کہ قوم بری وبحری سفر کی عادی ہو کر خانہ ودوکان ہی میں محبوس نہ رہے۔ بلکہ دنیا نے جو کچھ ترقی کی ہے اسکو بھی ملاحظہ کرے تجارت کے منافع حاصل کرے۔ خیالات کا تبادلہ کرے۔ اقطار مختلفہ کے موحد ایک متبرک جگہ میں جمع ہو کر قومی شوکت دیکھیں اور جو کچھ رزولیوشن پاس کرلیں اسپر عمل کرنے سے قومی وملکی فوائد حاصل کریں۔

چونکہ مکہ معظمہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا مولد ہو اور وہاں جو کعبہ ہے وہ حضرت ابراہیم رئیس الموحدین کی یادگار مسجد ہو اس مقام پر حضرت ابراہیم کے لباس اور انکی ہیبت عاشقانہ ہی سے عبادت الٰہی کرنا ابراہیمؑ کی سالانہ یادگار رہی جو تجب دو

خدا پرستی کے رواج دینے کا بڑا قوی ذریعہ ہی۔ جانور ذبح کرنا حج میں کوئی فرض نہیں اس کی جگہ روزہ رکھ سکتا ہی۔ اور قربانی چونکہ بُت پرست قومیں اپنے باطل آلہہ کے لئے کیا کرتی تھیں اور اب بھی کرتی ہیں جسمیں انسان اور گھوڑے اور بیل بکرے کی بھی قربانی ہوتی ہی۔ جو ہندو گوشت سے پرہیز کرتے ہیں وہ بھی کالی بھوانی درگا کی بھینٹ کرتے ہیں۔ اسلیئے ان کے مقابلہ میں قربانی حیوانات بھی خدائے واحد کے لئے مخصوص کر دی گئی۔ اور وہ بھی مالدار پر تاکہ ایام حج میں اسکے گوشت سے غریب و مساکین بھی فائدہ اُٹھائیں۔

رہی گوشت خوری یہ کچھ اسلام ہی پر مخصوص نہیں یورپ۔ افریقہ۔ امریکہ۔ ایشیا کی تمام قومیں اور تمام مذاہب گوشت کھاتے ہیں آج سے نہیں ہزاروں برسوں سے صرف ہندوؤں میں مخصوص قومیں گوشت نہیں کھاتیں۔ گوڑ برہمن اور اگروال۔ بنئے اور جینی مت کے لوگ ورنہ تمام راجپوت۔ چھتری۔ قنوجی۔ اور کشمیری برہمن کایستھ۔ کھتری اور ہندوؤں کی تمام نیچ قومیں سب گوشت اور ہر چیز کا گوشت کھاتے ہیں۔ ہندوستان میں ذبح حیوانات کو بُرا سمجھنے کا مسئلہ بودھ مت سے نکلا ہی جسکو ویدک دھرم والوں نے بھی لے لیا ہی جب ہندوؤں کے نزدیک

سلہ چنانچہ سوامی دیانندجی استیارتھ پرکاش طبع اول مطبوعہ ۱۸۷۵ء کے صفحہ ۳۰۲ میں زندہ جانوروں کو جن میں بہا نچ گائے اور بیل بھی ہیں جلتی آگ میں جلا کر یگ کیا جانا فرماتے ہیں۔ یگ آگ کے ذریعہ سے دیوتاؤں کے پاس پہونچتا ہی پھر دیانندجی نہ صرف ستیارتھ میں بلکہ ویدون کے سنسکار میں جا بجا گوشت خوری کی رغبت دلاتے ہیں اور فائدے بھی بیان کرتے ہیں کہ اس سے قوی اولاد پیدا ہوگی کس لئے کہ سوامی جی کو ایسی سلطنت قایم کرنی منظور تھی اور وہ دال پکوڑی کھانے والوں سے چلتی نظر نہ آئی کیونکہ یہ لوگ ہمیشہ گوشت خاروں کے ہاتھ سے پٹتے رہے"

نباتات بھی اگلے انسان ہیں جو نباتات میں جنم لیکر ظاہر ہوئے ہیں تو ہندوں کا نباتات کھانا کیا انسان کھانا نہیں۔ چونکہ ویدوں میں اور مسائل کی طرح اس مسئلہ کا بھی کچھ ذکر نہیں اسلیئے خود آریہ میں دو گروہ ہو گئے ایک گھاس پارٹی ہی۔ جو گوشت نہیں کھاتے۔ دوسری ماس پارٹی ہے جو گوشت کھاتے ہیں پھر اسلام پر اعتراض نہیں بلکہ تمام دنیا اور جملہ مذاہب پر اعتراض ہی، جو محض فضول ہی
ختنہ انسان کو بہت سی بیماریوں سے محفوظ رکھتی ہی۔ غیر مختوں جو پیشاب کر کے اُٹھتے ہیں تو دیر تک دھوتیوں میں ٹپکتا رہتا ہے۔ اگر اسپر اعتراض ہی تو کوئی خبیث الطبع ناخون کتر والے لبوں کے بال کترواتے زیرناف کے بال لینے پر بھی اعتراض کر سکتا ہی۔ یہ اسکی نجاست طبع ہی ہماری طرف سے اوروں کے بال بھی لاکر چپکالے اور رینٹ تھوک سے موچھوں کو آلودہ رکھے اختیار ہی۔
خیرات بھی ہر قوم اور ہر مذہب میں ہی لیکن اسلام نے بشرط مذکور فی الفقرہ مال کا چالیسواں حصہ دینا تو ہر ایک پر فرض کر دیا ہے۔ زیادہ کا اسکو اختیار ہی۔ اور اسکی رغبت بھی دلائی گئی ہی اس قدر فریضہ سے ہزاروں قومی کام ہو سکتے ہیں۔ بیشمار مساکین اور مسافروں۔ حاجتمندوں۔ یتیموں کی حاجت براری ہو سکتی ہی۔
سود۔ فارغ اور اقبال مند قوم کے لئے بڑی بے مروّتی ہے جسکا نتیجہ بے حیائی اور نامردی ہے۔ جن قوموں میں اس کا رواج ہی وہ ہمیشہ دوسروں کی غلامی میں رہتی ہیں۔ موجودہ تمدن کی خرابی عقلا پر ظاہر ہوتی جا رہی ہی۔ چور اور زانی کی جسمانی سزائیں ہی اس قبیح جرم کو روک سکتی ہیں ورنہ یورپ کو باوجود اس ترقی کے بلاحظہ فرمائیے کہ شراب اور سود نے اسپر عورتوں کی بے حجابی نے کسقدر زنا کو ترقی دی ہی کہ جسکا نظیر کہیں بھی نہیں پایا جاتا جسمانی سزائیں ابتک یورپ جیسے مہذب ملک اور سلطنتوں میں ہیں۔ قتل۔ تازیانے کی سزائیں موجود ہیں پھر کیا جسمانی نہیں +

مردے کو دفن کرنا بہ نسبت جلا دینے اور دریا میں بہا دینے کے بہتر ہے اپنے باپ ماں بھائی بیٹے کو آپ آگ میں جلانا اسپر لٹھ مار کر سر توڑنا ایسی بات ہے کہ جسکے تصور سے بھی سلیم الطبع انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ دریا میں بہانا اور بھی مٹی خراب کرنا ہے۔ لاش کنارے پر آلگتی ہے کتے بھیڑیئے کھاتے ہیں۔ عورت کا ستر برہنہ ہو جاتا ہے۔ شراب کی حرمت اب یورپ کے مہذب ملکوں میں بھی تسلیم ہوتی جاتی ہے۔ جو چیز انسان کی عقل و ہوش و حواس کو زائل کر دے اس سے بڑھکر اور کون چیز خراب ہو سکتی ہے۔ سور کے گوشت میں جو کچھ برائیاں ہیں ان کو حال کے ڈاکٹروں سے پوچھو۔ عورت کے لئے حجاب ایسا ہے کہ جیسے انسان کے اعضاء بنانے کے لئے۔ مگر شریعت نے حجاب ایسا نہیں رکھا ہے کہ عورت علمی مجامع میں نہ جا سکے۔ کسب معاش نہ کر سکے بلکہ سینہ۔ اور مونہ۔ اور غیرت کے اعضاء کھولنے کی ممانعت ہی۔ جس سے فتنہ پیدا ہونے کا قوی اندیشہ ہے اور جسکا نظیر غیر حجاب والی قوموں میں بکثرت موجود ہے یہ اور بات ہی کہ کسی صاحب کو یہی اچھا معلوم ہوتا ہے کہ اپنی بیوی اوروں کو دکھائے۔ خلوت و جلوت کی اجازت دے تاکہ اوروں کی بیویوں سے خود بھی یہ حظ نفس حاصل کرے شرعی پردہ عورتوں پر کچھ بھی ظلم نہیں۔ ہاں عیاش طبع پر ضرور ظلم ہے کہ انکو نظارہ اور لگاوٹ کا موقع نہیں ملتا۔

قسم پنجم

مسلمانوں کے تہتر فرقے ہوئے ہیں۔ سنی۔ شیعہ۔ معتزلہ۔ خارجی۔ ناصبی۔ جبری۔ قدری حنفی۔ شافعی۔ مقلد۔ غیر مقلد۔ وہابی۔ بدعتی۔ وغیر ذلک۔ اور ہر ایک فریق اپنے آپ کو اہل حق۔ دوسروں کو کافر۔ گمراہ۔ جہنمی جانتا ہے اور ان کے مولوی ملاں رات دن۔ کتوں بلوں کی طرح آپسمیں لڑتے رہتے ہیں۔ سات دن سر پھٹول اور عدالت بازی ہوتی رہتی ہے

ایک دوسرے کو اپنے رسالہ میں وہ وہ سناتا ہی جس سے لچے۔ شہدے بھانڈ بھی شرماتے ہیں پھر نہ معلوم انہیں سے اہل حق کون ہی اگر سب کو سچّا مان لیا جائے تو کوئی بھی اہل حق نہیں ٹھہرتا۔ یہ مذہب کے بطلان کی صریح دلیل ہی۔

جواب

اصول مذہب میں سب فرقہ ایک ہیں اصول مذہب اعتقادیات میں یہ ہیں اللہ پر اور اسکے صفات پر ایمان لانا فرشتوں پر۔ اور نبیوں پر اور انکی کتابوں پر ایمان لانا۔ قیامت کو برحق جاننا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی برحق ماننا اور قرآن پر ایمان لانا۔ لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ صدق دل سے کہنا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں یہی ایمان سمجھا جاتا تھا اور اسیطرح عملیات کی اصول میں سب کا اتفاق ہی کلمہ زبان سے کہنا۔ نماز پڑھنا۔ زکوٰۃ دینا۔ رمضان کے روزہ رکھنا۔ قدرت ہو تو حج کرنا۔ پھر نماز کی رکعات اور روزہ کی مسائل وغیرہ میں سب کا اتفاق ہی اسیطرح شراب بسوٗر سوٗد۔ زنا چوری۔ لواطت۔ قتل ناحق جوا وغیرہ سب کے نزدیک حرام ہے۔ سب سے اول مسئلہ امامت میں اختلاف ہو کر سنی شیعہ دو فرقے پیدا ہوئی۔ شیعہ کہتے ہیں آنحضرت کے بعد امام برحق حضرت علی اور انکی اولاد کے لوگ ہیں۔ پھر مسئلہ جبر و قدر میں اختلاف ہو کر جبری قدری گروہ پیدا ہوئی پھر اصول اسلام کو دلائل فلسفیہ پر مطابق کرنے والے لوگ پیدا ہوئے۔ جنکو معتزلہ کہتے ہیں۔

شافعی حنفی۔ وغیرہ سب ایک ہی فرق ہی۔ قرون ثلثہ کے بعد جو باتیں پیدا ہوئیں انکو ایک گروہ نہیں مانتا اسکو وہابی کہتے ہیں اور وہ دوسرونکو بدعتی کہتے ہیں۔ مسائل فرعیات میں مجتہد کے قول ماننے والیکو مقلد کہتے ہیں۔ ایک گروہ کہتا ہی انکا قول ماننا ضرور نہیں جب قرآن و حدیث سے وہ فتوی دیتے تھے ہم بھی دیسکتے ہیں۔ ان کو غیر مقلد یا اہل الحدیث کہتے ہیں۔

علمائے کلام نے فیصلہ کردیا کہ اسلام کے کسی گروہ کو خارج از اسلام اور کافر نہیں کہنا چاہیئے۔ تاوقتیکہ ان کے عقائد قرآن یا حدیث متواتر یا اجماع قطعی کے خلاف نہ ہوں۔ رہا مولویوں کا اختلاف اور غیر مہذبانہ جنگ یہ ان کا اپنا فعل ہی اسلام کی حقانیت میں کوئی فرق نہیں ڈال سکتا۔ مگر عیسائی اپنے فرقوں کو دیکھیں کہ سو سے زیادہ ان کی تعداد ہی اور سب کا اصول میں اختلاف ہے۔

رومن کیتھولک، پروٹسٹون کو بے دین جانتے ہیں وہ انکو اور یونانی کلیسا، کو دونوں کو۔ اور دونوں ان کو
اسیطرح ہندوؤں میں صدہا فرقے ہیں۔ سینکڑوں تو سرے سے ویدوں ہی کو نہیں مانتے اور پھر ویدونکے ماننے والونکی
صدہا فرقے ہیں۔ اور سب سے زیادہ آریہ کا انسے اختلاف ہے آریہ ویدونکا جسکو ملہم جانتے ہیں وہ نہیں مانتے۔
پھر وہ سنگھتا اور براہمنا دونوں کو مانتے ہیں اور اسیطرح پچاس اُپ نشیدوں کو اور چھ شاستروں اور اٹھارہ پرانوں
کو مگر آریہ انمیں سے صرف براہمنا کو اور دس اُپ نشیدوں کو اور برائے نام چھ شاستروں کو مانتے ہیں پرانونکے
سخت منکر ہیں پھر ان کی اور ان کے نزدیک ویدوں کے معانی اور دستورات مذہبیہ میں زمین و آسمان کا فرق ہے
اور انکے پنڈتونکی لڑائی کا تو کچھ بیان ہی نہیں ہوسکتا۔ پہلے زمانہ میں شنکر اچاریہ سر پھٹول کرتے پھرتے
تھے اور اب بھی آپسمیں لڑتے مرتے ہیں البتہ یہ خلاف و اختلاف بطالت مذہب کی دلیل ہے +

ششم (٦)

مسلمانونکے چال وچلن پر اعتراضات۔ مسلمان توحید کے مدعی ہیں۔ اوروں کو غیر اللہ کے پوجنے سے
مشرک اور جہنمی کہتے ہیں۔ مگر خود قبرونکو پوجتے ہیں تعزیہ پوجتے ہیں۔ شگون اور فال کے قائل ہیں۔
شریعت محمدیہ کی رسم و رواج کے مقابلہ میں کچھ بھی اصل نہیں سمجھتے سود کھاتے۔ شراب پیتے ہیں۔
جسطرح ہنود اپنے پنڈتوں کے پابند ہیں اسی طرح یہ اپنے پیرزادوں کے خواہ وہ انکو قرآن و
حدیث کے خلاف ہی رستہ کیوں نہ بتائیں یہ اسی کو مانتے ہیں وغیر ذلک۔

جواب

سب مسلمان ایسے ہرگز نہیں اور جو بدنصیب ایسا کرتے ہیں وہ ہندوؤں کی صحبت اور انکے اختلاط سے
ایسا کرتے ہیں وہ بُرا کرتے ہیں مگر اس سے اسلام اور قرآن پر کیا اعتراض عائد ہوسکتا ہے۔ قرآن کی ہدایت
جو ایک صدی کے اندر اندر طنجہ اور فاس سے لیکر چین تک پہنچی اور اس نے بنی آدم میں ایک نئی زندگانی
اور ایک عام مساوات کی اخوت پیدا کردی توہمات پرستی سے بنی آدم کو نجات دی مکارم اخلاق کی تعلیم
دی۔ اسکا کوئی بھی انکار نہیں کرسکتا۔ مگر ویدوں نے تو کروڑوں اربوں سالوں میں اپنا پورا تو کیا ادہورا
اثر ہندوستان پر بھی نہیں ڈالا۔ اور دیانند جی تک اس سرے سے اُس سرے تک تمام ہندو بُت
پرستی اور توہمات پرستی کے گرداب میں ٹکرا رہے ہیں اور اپنی اُس خرافات کو ویدوں، شاستروں
آپ نشیدوں پرانوں کی تعلیم کہتے ہیں۔ اور لفظی ترجمہ کرکے اربوں کا موتہ بند کرنیکو طیار ہیں اور صاف
کہتے ہیں۔ ہندو دھرم تو یہی ہے۔ اگر دیانندیوں کو اس سے نفرت ہے تو اس دھرم ہی کو کیوں
نہیں چھوڑ دیتے۔ خواہ مخواہ کی تاویلات سے کیا فائدہ +

کتبہ ابو محمد عبد الحق الحقانی الدہلوی

اعلان

آجکل مخالفین اسلام بالخصوص آریہ سماج نے جسقدر اسلام کی مخالفت پر کمر باندہی ہے اور جسقدر مستعد ہے وہ اس سچے آسمانی مذہب اور آلہی نور کے بجھانے کی کوشش کر رہے ہیں وہ دنیا پر مخفی نہیں مگر بحکم والله متم نورہ ولو کرہ الکافرون اسلام اونکی مخالفانہ کوششوں کے باوجود روز بروز استحکام اور فروغ پاتا جاتا ہی اور خدا تعالی اپنے مقدس بندوں کو اسکی مدد پر آمادہ فرماتا رہتا ہے انجمن ہدایت الاسلام کی بھی اسی آلہی قدرت اور آسمانی اعانت کا ایک کرشمہ ہے. جس نے ہندوستان میں اشاعت اسلام کرنیکا بیڑہ اوٹھایا ہے اور تھوڑی سی مدت میں بہت کچھ کر دکھایا. انجمن نے ارادہ کرلیا ہے کہ مخالفین کے اعتراضونکا جواب بھی شایستگی اور تہذیب کے ساتھ دیا جائے اور اس کا سلسلہ ہمیشہ قایم رہے تاکہ علماء انجمن کے رشحات قلم سے مسلمانوں کو فائدہ حاصل کرنیکا موقع ملتا رہے اور وہ حریف کی ملمع سازیوں اور ابلہ فریبوں سے مطلع ہوتے رہیں. چنانچہ اس سلسلہ میں سے "شہاب ثاقب" پہلا رسالہ ہے جو علامہ اکمل مولنا مولوی ابو محمد عبد الحق صاحب حقانی. دہلوی نے تالیف فرماکر خاص انجمن کو عطا فرمایا جزاھم اللہ خیر الجزا انجمن نے اپنے خرچ سے اسکو چھپوا کر شایع کیا اور اس کا نفع بھی انجمن کے مقاصد کی تکمیل میں خرچ ہوگا. جو صاحب اسکی اشاعت میں کوشش فرمائیں گے وہ انجمن کے ا[illegible] زمانے والوں میں داخل ہونگے. دولت مندان اہل اسلام کو چاہیئے کہ اسکی متعدد کاپیاں خرید فرماکر غربا کو مفت تقسیم کریں. آریہ اپنی کتابیں سینکڑوں ہزاروں کی تعداد میں مفت تقسیم کرتے ہیں ان حضرات کے ساتھ جو غربا کو تقسیم کرنے کے لئے زیادہ جلدیں لیں گے خاص رعایت کیجائیگی اور عام مسلمانوں کی فایدہ رسانی کی غرض سے قیمت بھی بہت کم رکھی گئی ہے یعنی صرف (۲ر) حق تالیف بنام انجمن ہدایت الاسلام دہلی محفوظ ہے.

المعلن

مہتمم انجمن ہدایت الاسلام دہلی

ملنے کا پتہ

دہلی دفتر انجمن ہدایت الاسلام